عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۴ · ۱۵ تا ۲۱ رشوال ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ راگست ۲۰۱۵ء · شمارہ: ۲۹

## تدریس و حفظ قرآن مجید کے چند رہنما اصول

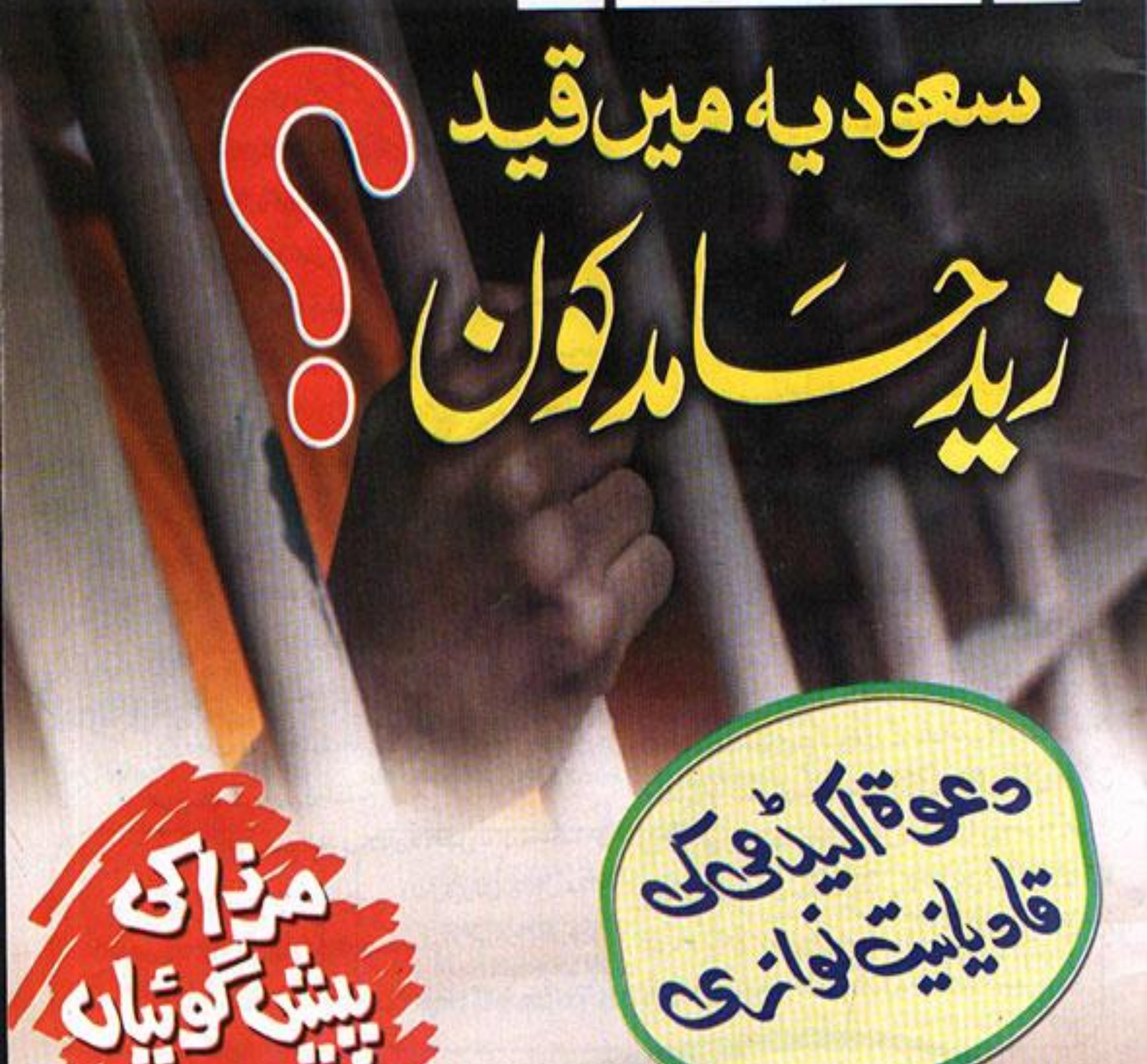

# سعودیہ میں قید زید حامد کون؟

## دعوۃ اکیڈمی کی قادیانیت نوازی

## مرزا کی پیش گوئیاں


Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

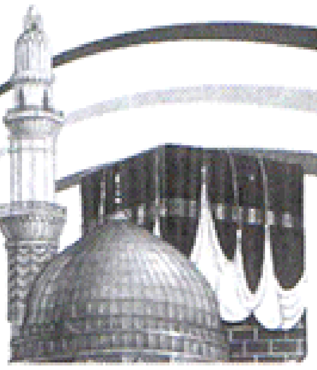

# آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

## قرآن کریم کو چومنا

س:...... اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ قرآن کریم اٹھاتے وقت اور رکھتے وقت اسے چومتے ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

ج:......سلف صالحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ قرآن کریم کو چوما کرتے تھے اور اس میں قرآن کریم کی تعظیم وتکریم مضمر ہے اور اظہار محبت ہے۔ لہٰذا ایسا کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

”قال العلامة ابن عابدینؒ: روی عن عمرؓ انه کان یأخذ المصحف کل غداۃ ویقبله ویقول عهد ربی ومنشور ربی عزوجل وکان عثمان رضی الله عنه یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه۔“ (فتاویٰ شامی،ج:۵،ص:۳۲۶،کتاب الحظر والاباحۃ)

## اذان کے دوران تلاوت کرنا

س:......اگر کوئی شخص مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہو کہ اذان شروع ہوجائے تو کیا اس کو تلاوت روک دینی چاہئے؟ ایک صاحب نے سختی کے ساتھ منع کیا کہ اذان کے دوران تلاوت نہیں کرسکتے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج:...... اذان کے دوران اگرچہ تلاوت قرآن منع نہیں ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ تلاوت روک دی جائے، اذان سن کر اس کا جواب دیا جائے، اس کے بعد دوبارہ تلاوت شروع کرلی جائے۔

”ولو سمع القاری الاذان فالافضل له ان یمسک عن القرأۃ ویسمع الاذان ...الخ۔“ (فتاویٰ قاضی خان،ج:۲،ص:۳۷۷)

س:......قرآن کریم کی تلاوت کے دوران اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آجائے تو اسی وقت درود وسلام پڑھنا چاہئے یا تلاوت سے فارغ ہوکر بھی پڑھا جاسکتا ہے؟

ج:...... اگرچہ مجلس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہی ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب اور ہر مرتبہ پڑھنا افضل ہے لیکن تلاوت کے دوران بہتر یہ ہے کہ تلاوت کو جاری رکھا جائے اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد درود پڑھا جائے اور اگر نہ پڑھے یا بھول جائے تو یہ بھی کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر دوران تلاوت ہی درود پڑھ لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

”ولو قرأ القرآن فمر علی اسم النبی صلی الله علیه وسلم فقرأۃ القرآن علی تالیفه ونظمه افضل من الصلوۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم فی ذالک الوقت فان فرغ ففعل فهو افضل والا فلا شیء علیه۔“ (شامی،ج:۱،ص:۵۱۹،مطلب فی المواضع التی تکرہ فیہا الصلوٰۃ علی النبی)

## کاروبار میں شراکت داری اور دیگر معاملات

س:......آپ نے میرے اور میرے ذہنی مریض بھائی کے معاملات میں مشورہ دیا تھا۔ مزید عرض ہے کہ میرا کاروبار واجبی سا ہے اور میری بھی اب وسیع فیملی ہوچکی ہے، مجھے ان کی ضروریات بھی بمشکل پوری کرنی ہوتی ہیں اور مزید حصے کی تخفیف بھی اثر انداز ہوگی، دیگر میرے ان ذہنی مریض بھائی کے کوئی اور ذرائع آمدنی تو ہیں نہیں۔ از روئے شرع وقاعدے کے مطابق مشورہ دیجئے کہ میں کیا کروں؟

ج:......اگر آپ دونوں اس کاروبار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن آپ کے ذمہ لازم ہے کہ پابندی کے ساتھ حساب کا خیال رکھیں اور ۴۰ فیصد منافع ادا کرتے رہیں۔ گزشتہ سالوں کا جو نہیں دیا وہ بھی ادا کریں، اسی طرح زکوٰۃ بھی ان کی اجازت سے ادا کریں، اس کاروبار میں آپ کا حصہ ۶۰ فیصد ہے آپ اس سے زیادہ نہیں لے سکتے ورنہ آپ غاصب ہوں گے۔ اس لئے احتیاط کے ساتھ گزشتہ تمام سالوں کا حساب کریں، اگر آپ زیادہ وصول کرچکے ہیں تو واپس کردیں اور بھائی کا ۴۰ فیصد پورا کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
# ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۱۵تا۲۱شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷ راگست ۲۰۱۵ء — شمارہ:۲۹

## اس شمارے میں!

| | | |
|---|---|---|
| سعودیہ میں قید زید حامد کون؟ | ۴ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| تدریس وحفظ قرآن مجید کے چند رہنما اصول | ۹ | قاری محمد عبدالحلیم چشتی |
| دوابوسفیان... دونوں ہی کامیاب وکامران | ۱۳ | پروفیسر محمد حمزہ نعیم |
| علم کیا ہے؟(۲) | ۱۵ | مولانا محمد سعد کاندھلوی مدظلہ |
| مرزا کی پیش گوئیاں | ۱۸ | جناب محمد ولی رازی صاحب |
| دعوۃ اکیڈمی کے طلبا قادیانی مرکز میں! | ۲۱ | سیف اللہ خالد |
| دعوۃ اکیڈمی کی قادیانیت نوازی..... | ۲۳ | عبدالقدوس محمدی |
| تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۳۷) | ۲۵ | سعود ساحر |

### سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

### مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

### نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

### مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

### معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

### قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

### سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

### تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

### بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

### زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

# سعودیہ میں قید زید حامد کون؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

معاصر اخبار روزنامہ جنگ کراچی ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ مطابق ۲؍جولائی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات کی اشاعت میں دو کالمی خبر چھپی ہے کہ زید حامد لال ٹوپی والے کو سعودی عرب میں ۸سال قید ہزار کوڑوں کی سزا۔ حکومت کے خلاف اشتعال انگیزی پر مملکت کا دشمن قرار۔ انسداد دہشت گردی قانون کے تحت سزا۔ سعودی قانون کے مطابق زید حامد کو بیس ہفتوں تک ہر ہفتے ۵۰ کوڑے مارے جائیں گے، خبر کی تفصیل ملاحظہ ہو:

’’اسلام آباد (عامر میر) متنازع تجزیہ کار زید حامد کو سعودی عدالت نے انسداد دہشت گردی کے نئے سخت قوانین کے تحت آٹھ برس قید اور ایک ہزار کوڑوں کی سزا سنادی، یہ قوانین حکومت نے گزشتہ سال متعارف کرائے تھے جس میں دہشت گردی کی تعریف کو وسیع کرتے ہوئے ریاست کی ساکھ کو نقصان پہنچانے، امن عامہ کو متاثر کرنے اور معاشرے کے تحفظ کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کو بھی دہشت گردی کے زمرے میں شامل کیا گیا تھا۔ اسلام آباد میں دفتر خارجہ کے حلقوں کو زید حامد کو دی گئی سزا کی نوعیت کے بارے میں زیادہ علم نہیں۔ باخبر سفارتی حلقوں کا کہنا ہے کہ اس کو سعودی حکومت کے خلاف اشتعال انگیزی کے باعث مملکت کا دشمن قرار دینے کے بعد سزا دی گئی ہے۔ سعودی قانون کے مطابق زید حامد کو ۲۰ ہفتوں تک ہر ہفتہ ۵۰ بار کوڑے مارے جائیں گے۔ زید کو جون میں مکہ مکرمہ کے نجی دورے کے دوران گرفتار کیا گیا تھا، ان کی دوسری اہلیہ بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ زید کو ایک سعودی شہری کی شکایت پر گرفتار کیا تھا، جس نے یمن سعودی تنازع میں اس کی متنازع تقریر کی اطلاع حکام کو دی تھی۔ زید کو اپریل ۲۰۱۴ء میں جاری کردہ نئے سعودی قانون کے آرٹیکل ۲، ۳، ۶، ۸، ۹، اور ۱۱ کے تحت سزا سنائی گئی۔‘‘

(روزنامہ جنگ کراچی، جمعرات ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ ۲؍جولائی ۲۰۱۵ء)

زید حامد کون ہے؟ اس کا مکمل تعارف کیا ہے؟ اس کے نظریات کیا ہیں؟ ماضی میں کن لوگوں سے یہ وابستہ رہا ہے؟ مستقبل کے بارہ میں اس کے کیا خطرناک ارادے تھے؟ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ مخالف کیوں ہے؟ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کو یہ دھمکیاں کیوں دیتا رہا؟ اور حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ کے قتل میں اس کو کیوں نامزد کیا گیا؟ ان تمام سوالات کا جواب ازسرنو لکھنے کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ راقم الحروف کے ایک کرم فرما جو سعودی عرب جدہ میں قیام پذیر ہیں، ان کا فون آیا کہ یہ زید حامد کون ہے؟ اس کے بارہ میں کچھ معلومات ہمیں فراہم کریں، تاکہ ہم اپنے سائلین کو اس کے بارہ میں آگاہ کرسکیں۔ اسی طرح اور کئی محبین اور دوستوں کی رائے ہوئی اور ان کا برابر اصرار رہا کہ اس کے بارہ میں لوگوں کو آگاہی دی جائے، تاکہ ان کو بھی اس کے فتنے کو سمجھنے اور اس سے بچنے کی توفیق ہو۔

ہفت روزہ ختم نبوت کے مستقل قارئین تو شاید جانتے ہی ہوں گے، لیکن بہت سے نئے قارئین اور عوام خصوصاً نئی نسل کو بھی شاید اس کے بارہ میں مکمل آگاہی نہ ہو، اس لئے ان حضرات کی آگاہی کے لئے کسی قدر حک و اضافہ کے بعد شہید ناموس رسالت حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری نور اللہ مرقدہٗ کی تحریر نقل کی جاتی ہے، حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’بہرحال ذیل میں ہم زید حامد کا تعارف، اس کے یوسف کذاب سے تعلق، اس کی صحابیت، اس کی خلافت، اس کی زندگی کے انقلابات اور قلابازیوں کی مختصر روئیداد عرض کرنا چاہیں گے، لیجئے پڑھیے اور سر دھنیے:

۱:...... زید حامد کے زمانہ طالب علمی کے اور شروع کے دوستوں کا کہنا ہے کہ زید حامد کا اصل نام زید زمان حامد ہے۔ اس کا باپ فوج کا ریٹائرڈ کرنل تھا، اس کا نام زمان حامد تھا۔ پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی کے علاقہ نرسری میں اس کی رہائش تھی۔ ۱۹۸۰ء میں حبیب پبلک اسکول سے میٹرک کی، اسکول کی تعلیم کی تکمیل کے بعد اس نے کالج میں داخلہ لیا، کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے ۱۹۸۳ء میں این ای ڈی یونیورسٹی میں داخلہ لیا، این ای ڈی سے اس نے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ جس زمانہ میں وہ این ای ڈی میں داخل ہوا، ایک ماڈرن نوجوان تھا، لیکن بہت جلد ہی اس کا اسلامی جمعیت طلبہ کے ساتھ تعلق ہوگیا اور اسلامی جمعیت طلبہ کے سرگرم کارکنوں میں سے شمار ہونے لگا۔ زید حامد جمعیت کے دوسرے کارکنوں کے مقابلہ میں نسبتاً لمبی داڑھی، سر پر پٹول پہنے، سبز افغان جیکٹ کلاشنکوٹ زیب تن کیے دکھائی دیتا تھا۔ زید زمان شروع سے غیر معمولی ذہین وذکی تھا، ان دنوں چونکہ جہاد افغانستان کا دور تھا، اس لئے تحریکی ذہن کا یہ نوجوان بھی عملی طور پر جہاد افغانستان کے ساتھ منسلک ہوگیا اور بڑھتے بڑھتے اس کا جہاد افغانستان کے بڑے لوگوں جلال الدین حقانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے تعلق ہوگیا اور عملی جہاد اور گوریلا جنگ کے تجربات کا حامل قرار پایا۔ اردو اس کی مادری اور انگلش اس کی تعلیمی زبان تھی، جبکہ پشتو اور فارسی اس نے افغانستان میں رہ کر سیکھی تھی، اس لئے وہ اردو، انگلش، پشتو اور فارسی بے تکلف بولنے لگا۔ اسی دوران اس کو جلال الدین حقانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود سے نہ صرف تقرب حاصل ہوگیا، بلکہ حکمت یار اور ربانی کے پاکستانی دوروں کے موقع پر وہ ان کا ترجمان ہوتا تھا۔ اسی طرح دوسرے جہادی اور تحریکی راہنماؤں سے بھی اس کے قریبی مراسم ہوگئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد یہ برنکس نامی ایک سیکورٹی کمپنی کا منیجر بن کر ۱۹۹۲ء میں کراچی سے راولپنڈی چلا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد اس نے برنکس کمپنی چھوڑ کر براس ٹیکس کے نام سے اپنی کمپنی بنائی اور اسی کے نام سے ویب سائٹ بھی ترتیب دی، آج کل اس کی تمام سرگرمیاں اسی کمپنی اور ویب سائٹ کی مرہون منت ہیں۔

۲:...... یوسف کذاب کے مقرب خاص اور زید حامد کے دوست رضوان طیب کے بھائی منصور طیب کا فرمانا ہے کہ: میں زید حامد کو اس وقت سے جانتا ہوں جب اس کا یوسف علی سے تعلق نہیں تھا، زید حامد ۱۹۸۸، ۸۹ء کے انتخابات میں بہت سرگرم تھا۔ ۱۹۸۹ء میں اس نے ایک تصویری نمائش کا اہتمام کیا اور اس کے لئے ایک ویڈیو فلم بھی تیار کی۔ اس نمائش کا اہتمام سوسائٹی کے علاقہ میں مختلف مقامات پر کیا گیا۔ اس زمانہ میں یہ مختلف جہادی راہنماؤں کے ترجمان کی صورت میں نظر آتا تھا۔ ہم اس کی شخصیت سے بہت متاثر تھے، اور یہ اپنے آپ کو ایک بہت بڑا جہادی راہنما سمجھتا تھا۔ اس زمانہ میں اس نے افغان جہاد کے حوالے سے ایک ویڈیو فلم ''قصص الجہاد'' بھی تیار کی۔ ۱۹۹۳ء میں جہاد افغان ختم ہوگیا، تو یہ وہ دور تھا کہ اس نے تمام مجاہد راہنماؤں کو گالیاں دینا شروع کردیں۔ ۱۹۹۳، ۹۴ء میں زید حامد لاہور سے اپنے ساتھ یوسف کذاب کو لے آیا اور اس کو سوسائٹی کے علاقہ کے تحریکی ساتھیوں سے متعارف کرایا اور کہا کہ یہ ایک بزرگ ہے جو صرف ذکر کی بات کرتا ہے، اگر کوئی سوا لاکھ درود شریف کا ورد کرے گا تو اس کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت اور دیدار ہوگا۔ میرے بڑے بھائی رضوان طیب' یوسف علی سے منسلک ہوگئے اور ان کے خاص مقربین میں شامل ہوگئے، اس وجہ سے یوسف علی اور زید حامد میرے گھر آتے تھے۔ زید زمان جس کا پہلے سے ہمارے گھر آنا جانا تھا، یوسف علی کو ہمارے گھر لے آیا۔ اس زمانہ میں اسلامی جمعیت اور جماعت اسلامی سے متاثر تین درجن سے زائد افراد اس سے متاثر ہوئے۔ میرے بھائی تو اس حد تک متاثر ہوئے کہ انہوں نے ہماری دکان کا ایک حصہ بیچا اور یوسف کذاب کو ایک گاڑی خرید کردی اور لاکھوں روپے نقد دیئے۔ زید حامد یوسف کذاب کا مقرب اول تھا، اس لئے پیسوں کی وصولی وہ کرتا تھا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ زید زمان نے خود اپنی جیب سے ایک ہزار روپے بھی نہیں دیئے ہوں گے۔ زید حامد نے مجھے یوسف کذاب کے نظریات پر مبنی پمفلٹ دیئے اور مختلف مساجد کے باہر تقسیم کرنے کو کہا، لہٰذا اس کا یہ کہنا کہ میں کسی یوسف علی کو نہیں جانتا محض جھوٹ اور فریب ہے۔'' (راہبر کے روپ میں راہزن)

واضح رہے کہ ابوالحسین یوسف علی جس کا نام اوپر آیا ہے، یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا، اور جیل ہی میں ایک قیدی نے اس کو واصل جہنم کیا۔ اس کی نعش کو پہلے راولپنڈی میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا، مسلمانوں کے احتجاج کے بعد اس کو وہاں سے نکال کر قادیانیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم نے اس کے خلاف عدالت میں کیس دائر کیا، عدالت نے مکمل تحقیق کے بعد اس کو مجرم ثابت کرتے ہوئے موت کی سزا سنائی۔ یہ اس وقت کا زید زمان اور آج کا زید حامد برابر اس کیس کی پیروی کرتا رہا، ہر پیشی پر عدالت میں موجود ہوتا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہے کہ:

''یوسف کذاب نے نہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ اہانت رسول کا بھی ارتکاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے حکم پر بندہ نے

کذاب کے خلاف کیس رجسٹرڈ کرایا۔ کذاب کے چیلوں میں سرفہرست دو نام تھے: ایک کا نام سہیل احمد خان، دوسرے کا نام زید زمان تھا، جنھیں کذاب اپنا صحابی کہتا تھا۔ کذاب کے ساتھ عدالت میں جو لوگ آتے تھے ان میں بھی سرفہرست مذکورہ بالا دونوں افراد تھے۔ مذکورہ بالا افراد نے ترغیب وترہیب غرض ہر لحاظ سے کوشش کی کہ بندہ کیس سے دستبردار ہو جائے۔ اللہ پاک کی دی ہوئی استقامت کے ساتھ مقابلہ جاری رکھا....... چنانچہ کیس کی سماعت کے دوران زید زمان یوسف کذاب کے محافظین میں رہا، بلکہ کیس کی سماعت کے دوران جب بندہ کا بطور مدعی بیان جاری تھا اور کذاب کا وکیل بندہ پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا اور وہ کیس سے غیر متعلقہ سوال کر رہا تھا تو بندہ نے کہا کہ: آپ کیس سے متعلق سوال کریں، غیر متعلقہ سوال نہ کریں تو عدالت نے مجھے کہا کہ: وکیل جو سوال کرے، آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ اس دوران ایک سوال صحابی سے متعلق بھی ہوا کہ صحابی کی کیا تعریف ہے؟ بندہ نے تعریف بتلائی، اتفاقاً اس روز زید زمان سوٹ میں تھا، پینٹ، شرٹ اور ٹائی زیب تن کی ہوئی تھی، بندہ نے عدالت سے کہا کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا مطالعہ کیا ہوگا، ایک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا پرتو تھے، ان کی وضع قطع، چال ڈھال، لباس میں سیرت طیبہ نظر آتی تھی۔ نعوذ باللہ! ایک یہ صحابی ہیں جن کا لباس اور وضع قطع دیکھ کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یاد آتے ہیں، علامہؒ نے فرمایا:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس پر زید زمان بہت شرمندہ ہوا۔ زید زمان یوسف کذاب کی موت تک اس کا چیلہ بنا رہا، حتیٰ کہ جب کذاب کی میت کو اسلام آباد کے مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا گیا، تب بھی اس کی ہمدردیاں اس کے ساتھ تھیں۔'' (راہبر کے روپ میں راہزن)

راشد قریشی کی تصنیف کردہ کتاب ''فتنۂ یوسف کذاب'' کے صفحہ نمبر: ۴۲۷ پر لکھا ہے کہ:

''یوسف کذاب... نے اپنی غیر موجودگی میں برنکس کمپنی اسلام آباد کے منیجر زید زمان کو خلیفہ اول مقرر کر دیا ہے اور تمام چیلوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ زید زمان کے احکامات کے مطابق کام کریں۔ زید زمان کو اس سے قبل ۲۸/ فروری کو کذاب یوسف کی نام نہاد ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کے لاہور میں ہونے والے اجلاس میں خصوصی طور پر بلایا گیا تھا اور تقریباً سو افراد کی موجودگی میں کذاب نے اسے صحابی قرار دیتے ہوئے... نعوذ باللہ... حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطاب دیا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے زید زمان کو حقیقت عطا کر دی ہے۔ اس پروگرام کی آڈیو کیسٹ بھی تیار ہوئی، جو پولیس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے اور مقدمہ کا حصہ ہے۔ اس اجلاس میں صحابی قرار پانے کے بعد زید زمان نے تقریر کی اور کذاب یوسف کی تعریف اور عظمت میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے تھے۔ زید زمان ان دنوں کذاب یوسف کی رہائی کے سلسلہ میں سرگرم ہے اور عدالت میں ہر تاریخ پر موجود ہوتا ہے۔'' (فتنہ یوسف کذاب، ص: ۴۲۷)

الغرض یوسف کذاب کو بچانے، اس کے مقدمہ کی پیروی، اس کی حفاظت، اس کو بیرون ملک فرار کرانے اور امریکی قونصل خانہ تک اپروچ کرنے اور انسانی حقوق کی تنظیموں سے رابطہ جیسے مختلف حوالوں سے اس کا نام اور کام نمایاں طور پر رہا۔

یوسف کذاب کے قتل کے بعد یہ زیر زمین چلا گیا، کئی سال کے بعد جب یہ زید حامد کے نام سے ٹی وی پر آنے لگا تو کافی نوجوان اس سے متاثر ہوئے اور انہوں نے کئی ایک علماء کرام سے دریافت کیا کہ یہ زید حامد کون شخص ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت جلال پوری شہیدؒ نے لکھا کہ:

''کل کا زید زمان آج کا زید حامد ہے، اور یہ بدنام زمانہ اور مدعی نبوت یوسف کذاب کا خلیفہ اول ہے، جو یوسف کذاب کے واصل جہنم ہونے کے بعد ایک عرصہ تک منقار زیر پَر اور خاموش رہا، جب لوگ، ملعون یوسف کذاب اور اس کے ایمان کُش فتنہ کو قریب قریب بھول گئے تو اس نے زید حامد کے نام سے اپنے آپ کو منوانے اور متعارف کرانے کے لئے ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل سے معاملہ کر کے اپنی زبان وبیان کے جوہر دکھلانا شروع کر دیئے اور بہت جلد مسلمانوں میں اپنا نام اور مقام بنانے میں کامیاب ہو گیا...... بہر حال یہ سب کچھ اس کی چرب لسانی، تک بندی اور جھوٹی سچی معلومات کا کرشمہ ہے، ورنہ زید حامد کے پس منظر میں جھانک کر دیکھا جائے تو یہ ملعون یوسف کذاب کے عقائد ونظریات کا علمبردار اور اس کی فکر وسوچ کا داعی ومناد ہے... اور ایسا کیوں نہ ہو کہ چشم بددور! یہ اس کا صحابی، خلیفہ، اس کا معتمد خاص، اس کا سفر وحضر کا ساتھی، مشکل وقت میں اس کا معاون ومددگار، اس کے مقدمہ اور کیس کی پیروی کرنے والا اور طرف دار رہا ہے۔

کسی آدمی کا اچھا مقرر ہونا، عمدہ تجزیہ نگار ہونا، وسیع معلومات سے متصف ہونا، کسی کی چرب زبانی اور طلاقت لسانی، اس کے ایمان دار ہونے کی علامت

اور نشانی نہیں ہے، کیونکہ بہت سے باطل پرست ایسے گزرے ہیں، جو ان کمالات سے متصف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ مسلمان نہیں تھے بلکہ وہ اپنے ان کمالات واوصاف کو اپنے کفر، الحاد اور باطل نظریات کی اشاعت وتبلیغ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف ایک صدی پیشتر متحدہ ہندوستان کے غلیظ فتنہ، فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ابتدائی زندگی کا جائزہ لیجئے تو اندازہ ہوگا کہ شروع شروع میں اس نے بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ، اسلام کا ترجمان اور آریوں اور عیسائیوں کے خلاف مناظر باور کرایا تھا، مگر یہ سب کچھ ایک خاص وقت اور ایک خاص مقصد کے لئے تھا... وہ یہ کہ کسی طرح مسلمانوں میں اس کا نام اور مقام پیدا ہوجائے، اور بحیثیت مسلمان اس کا تعارف ہوجائے، مسلمان اس کے قریب آجائیں اور مسلمانوں کا اس پر اعتماد بیٹھ جائے، چنانچہ جب اس نے محسوس کیا کہ ان مناظروں اور مباحثوں سے اس کے مقاصد حاصل ہوگئے ہیں، تو اس نے اپنے باطل افکار ونظریات کا اظہار کرکے اپنے پر پرزے نکالنا شروع کردیئے، اس کے بعد اس نے جو گل کھلائے، وہ کسی باخبر انسان اور ادنیٰ مسلمان سے مخفی اور پوشیدہ نہیں۔

ٹھیک اسی طرح زید حامد بھی ایک خاص حکمت عملی کے تحت یہ سب کچھ کررہا ہے، لہٰذا جس دن اس کو اندازہ ہوجائے گا کہ اس کا مقصد پورا ہوگیا ہے، یا مسلمانوں میں اس کا اعتماد، مقام اور تعارف ہوگیا ہے، یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اپنے پوشیدہ افکار وعقائد کا اظہار واعلان کرے گا۔

جب یہ بات طے ہے کہ کل کے زید زمان اور آج کے زید حامد نے یوسف علی کذاب کے عقائد ونظریات سے توبہ نہیں کی، بلکہ وہ آج بھی اس کے خلاف عدالتی فیصلہ کو انصاف کا خون کہتا ہے تو یقیناً آج بھی وہ کذاب یوسف علی کی روش، اس کے مشن اور عقائد ونظریات کا حامی وداعی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ کل تک وہ کھل کر اس کا جانبدار اور وکیل صفائی تھا، مگر اب وہ حالات کا دھارا دیکھ کر وقتی اور عارضی طور پر اس کی وکالت وترجمانی سے کنارہ کش، خاموش اور حالات کے سازگار ہونے کا منتظر ہے۔“

چنانچہ حضرت جلال پوری شہید ؒ نے اپنے مضمون میں صاف طور پر لکھا کہ:

”جناب زید حامد اور اس سے اخلاص رکھنے والے مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ مجھے نہ تو زید حامد سے کوئی ذاتی پرخاش ہے، اور نہ ہی میرا اس سے کوئی جائیداد یا خاندان کا جھگڑا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میرا آج تک اس سے آمنا سامنا بھی نہیں ہوا، اس لئے اگر وہ آج اپنے ان عقائد و نظریات سے توبہ کرلے، یا کذاب یوسف علی پر دو حرف بھیج دے تو میں اس کو گلے لگانے کو تیار ہوں اور اپنی اس تحریر سے کھلے دل سے رجوع کا اعلان کردوں گا، تاہم جب تک وہ یوسف علی کذاب کے عقائد ونظریات سے منسلک ہے یا اس سے برأت کا اعلان نہیں کرتا، وہ حضور ﷺ کا باغی اور غدار ہے اور حضور ﷺ کا باغی وغدار، اپنے اندر چاہے کتنی ہی خوبیاں اور کمالات کیوں نہ رکھتا ہو، وہ ہمارے اور کسی سچے مسلمان کے لئے ناقابل برداشت ہے، اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس کو اپنا یا مسلمانوں کا نمائندہ اور ترجمان باور کرے۔“

چنانچہ وہ زید حامد اپنے شہرت کے زمانہ میں جس کی فیس بک پر ۶۵ ہزار سے زیادہ چاہنے والوں کے نام تھے، حضرت اقدس مولانا سعید احمد جلال پوری شہید نور اللہ مرقدہٗ نے جب اپنے رسالہ ”راہبر کے روپ میں راہزن“ میں اس کے عقائد اور عزائم کا پردہ چاک کیا، تو اب اس کی حالت یہ ہوگئی کہ یہ جس شہر، جس مقام اور جس کالج یا یونیورسٹی میں جاتا تو طلبا ان سے ایک ہی سوال کرتے کہ تقریر تجھے ہم بعد میں کرنے دیں گے، پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا یوسف کذاب سے تعلق تھا یا نہیں؟ تو ”کھسیانی بلی کھمبا نوچے“ کے مصداق یہ غصے میں آپے سے باہر ہوجاتا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوتا، تو یہ حضرت جلال پوری شہید نور اللہ مرقدہٗ کے خلاف ہوگیا، اپنے فون سے خود بھی اور اس وقت کے اس کے پرسنل سیکرٹری جناب عماد خالد صاحب کے فون نمبر سے اور ان کے ذریعہ سے دھمکیاں دینے لگا، حتیٰ کہ اس نے ایک ویڈیو میں پچاس منٹ تک مختلف انداز میں حضرت جلال پوری شہید ؒ کو ڈرایا، دھمکایا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا تو اس کے چند دنوں کے بعد حضرت جلال پوری ؒ کی شہادت کا سانحہ پیش آگیا، اسی بنا پر ایف آئی آر میں اس کو اور عماد خالد کو نامزد کیا گیا۔ بعد میں یہی عماد خالد اس سے منحرف ہوا تو اس نے اور انکشافات کرنے کے علاوہ یہ بھی انکشاف کیا کہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید ؒ کی شہادت میں اس کا ہاتھ تھا اور اس نے ویڈیو کے ذریعہ زید حامد سے کہا کہ:

”جلالپوری شہید تمہیں سمجھ گئے تھے، اس لئے تم نے ان کو قتل کروایا۔ اور تم نے میرے سامنے اقرار کیا کہ یار کراچی میں کیا مسئلہ ہے، ایک بندہ

مروانا...... ستر ہزار روپے دو اور مروا دو بندہ۔ میں قرآن پر ہاتھ رکھتا ہوں، آج میں قرآن ساتھ نہیں لایا کہ بے حرمتی نہ ہو، غلط تأثر نہ جائے کہ میں قرآن کا سہارا لے رہا ہوں جھوٹ بولنے کے لئے نعوذ باللہ! لیکن جب مجھے کسی عدالت میں بلایا جائے گا، جب مجھے قرآن اٹھانے کے لئے بلایا جائے گا، جو مجھے کہنے کے لئے بلایا جائے گا میں حق سچ کہوں گا۔" (ویڈیو پریس کانفرنس، ۲۰ نومبر ۲۰۱۳ء، جیو نیوز)

بہرحال پاکستانی قانون کے مطابق ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ایف آئی آر کے مطابق پولیس اسے گرفتار کرتی، عدالت میں اس کو پیش کرتی اور عدالت مکمل تحقیق اور تفتیش کے بعد قانون کے مطابق اس سے سلوک کرتی اور فیصلہ کرتی، لیکن آج حضرت جلال پوری شہید رحمہ اللہ کی شہادت کو پانچ سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا، پولیس نے اس کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ اس سے کوئی باز پرس کی گئی، لیکن شہدائے ختم نبوت کا خون تھا، جو بالآخر رنگ لایا، جس کے بینے اور گرنے نے اپنا اثر دکھایا۔ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین کو بھی جب یہ اپنے غلط نظریات اور معتقدات سے آلودہ کرنے لگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ سعودیہ کی جیل میں جا پہنچا۔ اب تو پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات جناب پرویز رشید صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے اور اپنے بیان میں غیر مبہم الفاظ میں فرمادیا ہے کہ زید حامد کے منہ سے خیر نہیں ہمیشہ شر کا لفظ سنا، پاکستان ان کا شر برداشت کرتا رہا، دوسرا ملک کیسے برداشت کرسکتا ہے؟ خبر کی تفصیل ملاحظہ ہو:

"لاہور (خصوصی نمائندہ مانیٹرنگ سیل) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات سینیٹر پرویز رشید نے کہا ہے کہ میں نے زید حامد کے منہ سے ہمیشہ شر کا لفظ سنا، کبھی خیر کی بات نہیں سنی۔ وہ پاکستان میں بھی اپنا شر لے کر گھومتے رہتے تھے، پاکستان ان کا شر برداشت کرتا رہا، دوسرا ملک کسی غیر ملکی کی مداخلت کیسے برداشت کرسکتا ہے؟! پاکستان بھی کسی غیر ملکی کو اپنے اندرونی معاملات میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ زید حامد کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں سینیٹر پرویز رشید نے کہا کہ مجھے اس بات پر شرم محسوس ہوتی ہے کہ دوسرے ممالک کو پاکستانیوں سے شکایت پیدا ہو۔ ہر ریاست کا اپنا ایک نظام ہے اور کوئی ملک نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرے ملک کا کوئی شہری آکر اس کو سمجھائے۔ کسی پاکستانی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے۔ زید حامد کے حوالے سے وزارت خارجہ سعودی عرب سے رابطے میں ہے۔ زید حامد کے شر کو پاکستان بھی برداشت کرتا رہا اور نقصان اٹھاتا رہا ہے اور اب وہ یہی کام دوسرے ممالک میں کررہے ہیں جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے۔" (روزنامہ جنگ، کراچی، اتوار ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ، ۵ جولائی ۲۰۱۵ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے باغیوں کے بارہ میں قرآن کریم میں صاف فرمایا ہے کہ:

۱:...... "وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ۔" (القلم:۴۵)

ترجمہ: "اور (دنیا میں عذاب نازل کرڈالنے سے) ان کو مہلت دیتا ہوں، بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔"

۲:...... "إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔" (یونس:۴۴)

ترجمہ: "یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کردیتے ہیں۔"

۳:...... "وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهٗ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔" (ہود:۱۰۲)

ترجمہ: "اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی ہی ہے جب وہ کسی بستی پر دارو گیر کرتا ہے، جبکہ وہ ظلم کیا کرتے ہوں، بلاشبہ اس کی دارو گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے۔"

۴:...... "وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔" (الم سجدہ:۲۱)

ترجمہ: "اور ہم ان کو قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھادیں گے، تاکہ وہ لوٹ آویں۔"

اگر پاکستانی گورنمنٹ اول روز سے ہی اس پر گرفت کرتی اور قانون کے مطابق اس سے سلوک کرتی تو آج اُسے یہ خفت نہ اٹھانی پڑتی کہ اس کے ملک کا باشندہ سعودی حکومت کے دہشت گردی قانون کی زد میں آکر گرفتار ہوتا، اس لئے حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ آج اگر وہ عدل وانصاف کو قائم نہیں کریں گے تو آخرت کی خجالت، شرمندگی، ذلت اور سخت گرفت سے پہلے دنیا کا کوئی قانون بھی زید حامد کی طرح حکمرانوں کو اپنے ذلت آمیز شکنجے میں کس سکتا ہے۔ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

# تدریس وحفظ قرآن کے چند رہنما اصول

قاری محمد عبدالحلیم چشتی

قرآن مجید حفظ کرنے والے اور کروانے والے یعنی (۱) طلبا وطالبات، (۲) ان کے والدین، (۳) اساتذہ کرام متعلقہ ادارہ کے مابین باہمی ربط و تعلق استوار رہنا ایک ناگزیر امر ہے کسی موقع پر بھی اس تعلق میں فرق آیا تو حفظ کا سلسلہ اس سے متاثر ہوتا ہے، اس لئے ان تینوں شخصیات اور ادارہ میں سے ہر ایک کے لئے مندرجہ ذیل رہنما اصول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

## الف: یاد کرنیوالے طلبا وطالبات کے لئے رہنما اصول:

۱:... بچہ جب چار سال کا ہونے لگے تو اسے نورانی قاعدہ پڑھانا چاہئے یہ قاعدہ عام طور پر لڑکا زیادہ سے زیادہ چھ مہینے میں آسانی سے ختم کرلیتا ہے اور اسے ہجے کرنا آنے لگتا ہے۔

۲:... اس کے بعد جب وہ عم پارہ شروع کرتا ہے اسے ہجے سے وہ نکالنے لگتا ہے، اس موقع پر اسے یہ پارہ یاد کرانا چاہئے اس میں بھی چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔

۳:... عم پارہ ختم کرنے کے بعد اگر ناظرہ قرآن پڑھوانا چاہیں ناظرہ پڑھوائیں، روزانہ پڑھے تو پانچ ماہ میں باآسانی ناظرہ پڑھ کر قرآن ختم کرلے گا پھر حفظ کرائیں تو پیا آٹھ اور دس لائن یاد کرنے لگے گا۔ بصورت دیگر پانچ چھ لائن یاد کرنے لگتا ہے کچھ عرصہ بعد وہ آٹھ لائن تک پہنچ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ چار ماہ میں پندرہ لائن بھی یاد کرنا شروع کردے گا بعض لڑکے ذرا دیر بھی لگاتے ہیں۔

۴:... اسے عم پارہ یاد کرنے کے بعد پندرہ لائن کا قرآن مجید یاد کرنے کے لئے دینا چاہئے اور اس مطبع کے پانچ چھ قرآن مجید بازار سے لے کر محفوظ کرلینے چاہئیں تاکہ ہمیشہ اس میں تلاوت کرتا رہے اس قرآن کی ہر سطر اور صفحہ اس کے ذہن پر نقش رہتا ہے اسی لئے یہ قرآن تاحیات اس کے کام آتا ہے۔ دو نسخے تو اس کے بالکل ہی محفوظ کرلیں جو قرآن مجید یاد کرنے کے بعد اس کو دیئے جائیں۔

۵:... قرآن مجید میں کل چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات ہیں، پندرہ سطری قرآن مجید میں روزانہ اگر نو آیات بھی یاد کرائی جائیں تو جمعہ کی ایک سو بیس (۱۲۰) چھٹیاں منہا کرنے کے بعد ڈھائی سال میں (۷۹۰) دن رہ جاتے ہیں، اس میں بچہ اگر روزانہ ساڑھے آٹھ آیات بھی یاد کرتا رہے تو آسانی سے ڈھائی سال میں قرآن مجید یاد کرسکتا ہے۔

۶:... بچوں کی فطرت میں قدرت کی طرف سے نقل کرنے کا مادہ فراوانی سے رکھا گیا ہے۔ عام طور پر پاکستانی قاری کا انداز قرأت وہ نہیں ہے جو عرب اور مصر کے قاریوں کا ہوتا ہے، اس لئے مصر کے قاری محمد صدیق منشاوی یا مدنی قاری علی بن عبدالرحمن حذیفی کے عم پارہ کے کیسٹ خرید لئے جائیں۔ ان میں سے ہر ایک کا انداز قرأت شروع سے آخر تک یکساں ہے، اسے باآسانی بتایا جاسکتا ہے، اس لئے ہم نے ان کے کیسٹوں کا انتخاب کیا ہے۔ آپ کو اختیار ہے آپ کسی اور مصری یا حجازی قاری کا کیسٹ لے لیں۔

پاکستان کے ہر بڑے شہر میں مذکورہ بالا قاریوں کے کیسٹ باآسانی مل جاتے ہیں وہ خرید کر ٹرانسسٹر میں لگادی جائے تاکہ ان کی آواز کانوں میں پڑتی رہے، اس سے بچہ شعوری وغیر شعوری طور پر متاثر ہوتا ہے اور کچھ عرصہ میں وہ اس طرز ادا کو اپنانے لگتا ہے، اس کے مخارج بھی درست ہوجائیں گے اور قرآن پڑھنے کا ایک دلکش انداز ابھر آئے گا۔

## ب: استاد کے لئے رہنما اصول:

۱:... استاد کا مستند اور تجربہ کار قاری ہونا ضروری ہے تاکہ ابتداہی سے طلبا وطالبات کے مخارج درست ہوجائیں اور ان کے اخفا و اظہار وغیرہ بلاتکلف ادا ہوتے رہیں انہیں ادائیگی پر ایسی قدرت حاصل ہوجائے جیسی کار ڈرائیور کو حاصل ہوتی ہے کہ وہ حسب موقع ومحل کی مناسبت سے گیر "Gear" بدلتا رہتا ہے۔

۲:... ایک استاد کے پاس کلاس میں بیس طلبا سے زیادہ نہیں رہنا چاہئیں، اس لئے کہ اسے ہر بچہ کو سبق پڑھانا پھر اس کا پارہ یا آدھا پارہ سننا ہوتا ہے۔

۳:... استاد کو چاہئے کہ متشابہ آیات میں ایک جگہ وقف سے یاد کرائیں دوسری جگہ وصل کرائیں یعنی ملا کر یاد کرائیں ان شاء اللہ! متشابہات میں بچہ اٹکے گا نہیں، رکے گا نہیں اور طلبا وطالبات کو قرآن سنانے میں خوداعتمادی حاصل ہوجائے گی۔

۴:... لڑکا جب ربع پارہ یاد کرلے تو اسے ایک دن سبق نہ دیں اور ربع پختہ کرائیں اسی طرح

نصف اور ثلث میں کریں پارہ جب پورا ہو جائے تو چار دن اس پارہ کو پختہ کرائیں سبق نہ دیں، اس طرح پچھلا خوب پختہ ہو جائے گا اور اگلا با آسانی یاد کرتا رہے گا، اس کے ذہن پر بار بھی نہ ہوگا اور خود اعتمادی بھی آئے گی۔

۵:... بچہ کو جلدی جلدی پڑھنے کی عادت سے باز رکھیں بلکہ منشاوی اور حذیفی کے انداز پر آیتوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا عادی بنائیں اس انداز پر پڑھنے والا بچہ آئندہ تیز بھی پڑھ سکے گا لیکن تیز پڑھنے والا بچہ ٹھہر کر نہیں پڑھ سکتا اگر وہ غیر جگہ ٹھہرا تو اگلی آیت نہیں پڑھ سکے گا بھول جائے گا۔

۶:... استاد گاہ بگاہ مذکورہ بالا قاری کے کیسٹ سے مد متصل و منفصل اظہار و اخفا اور راء قاف بھی لڑکے کو سمجھائیں تاکہ اس پر قاری کے طرز و ادا کی خوبیاں اجاگر ہو سکیں اور وہ بھی ان باتوں کا شیدا ہو جائے۔ دھیمی آواز سے پڑھنے کی اجازت بھی کسی لڑکے کو نہیں دینی چاہئے اس کی وجہ سے اس لڑکے میں اعراب و تلفظ دونوں طرح کی غلطیاں رہ جاتی ہیں اور بلند آواز سے قرآن سنانے کا حوصلہ نہیں ہوتا ہے اور خود اعتمادی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

۷:... قرآن مجید کی قرأت و تلاوت میں اخفاء، اظہار، ادغام و اقلاب، مد متصل اور منفصل کی کشش غنہ اور حرف کی گوناگوں صفات کی ادائیگی قرآنی آیات میں سجع و قوافی کی رعایت سے جو زیر و بم "Rhythm" اور ترنم "Metre" رونما ہوتا ہے۔ ان سے روح انسانی پر سرور و مستی طاری ہوتی ہے۔ وہ جھوم جھوم جاتی ہے اور یہ سوز و سرور ایک عالم کو نہیں عام آدمی کو محو حیرت بنائے رکھتا ہے اس کیف و وارفتگی نشہ و مستی کو یوں سمجھئے جیسے سپیرا جب بین بجاتا ہے زندہ سانپ کو بل سے باہر نکالتا اور ایسا مست و بے خود کرتا ہے کہ وہ مجمع میں کسی کو ڈسنا تک بھول جاتا ہے اسی طرح تجوید (قواعد کی رعایت) ہو خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت و قرأت سے روح انسانی کو تازگی، فرحت و بالیدگی حاصل ہوتی رہتی ہے اور فرشتے اس کے گرد گھیرا بنا لیتے اور اس سے قریب سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے گھٹنے سے آلگتے ہیں پھر اس کے ہونٹ چاٹنے لگتے ہیں جیسا کہ حدیثوں میں بصراحت مذکور ہے۔

قرآن کے پڑھنے میں مذکورہ بالا باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تو پھر سعدی کا یہ شعر ہم پر ہی صادق آتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

قرآن اگر تو اسی بے تکے پن سے پڑھتا رہا تو رہی سہی مسلمانی کی رونق کا خاتمہ کر دے گا یعنی ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانا حرکات زیر زبر میں تمیز کا نہ رہنا نہیں بڑھا چڑھا کر پڑھنا حروف مدہ کو گرا دینا اور حرکات و سکنات میں غلطی کرنا یہ سخت ترین غلطی ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کے فرائض منصبی میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قرآن مجید تجوید سے پڑھوائے ورنہ آخرت میں باز پرس کا سخت اندیشہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔ (مسند احمد جلد، ص:۲۳۹) میں ایک روایت ہے: تم تعلیم دو پڑھاؤ خوشخبری سناؤ (اللہ کے وعدوں کو یاد دلاؤ) آسانیاں کرو، تنگی نہ کرو، لڑکا جہاں غلطی کرے اسے "Underline" کریں، اس پر نشان لگائیں تاکہ وہ غلطیاں یاد کرے ان غلطیوں کے یاد کرنے میں اس سے کوتاہی ہو تو بھی غلطیاں پھر یاد کرائیں تاکہ اس کی خامیاں دور ہو جائیں اور غلطیوں کی اصلاح ہو جائے۔

## ج: والدین کے لئے رہنما اصول:

۱:... یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا یاد کرنا مشکل کام ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بچوں پر اس امر کو قرآن کا یاد کرنا آسان بنا دیا ہے، چنانچہ جو زمانہ کھیل کود کا ہوتا ہے، اس میں وہ قرآن مجید یاد کر لیتا ہے، والدین کو چاہئے کہ وہ اس کی جسمانی نشو و نما کا خیال رکھیں، اس کو دودھ اور ہو سکے تو بادام ضرور دیا کریں، تاکہ اس کے اعضاء رئیسہ متاثر نہ ہوں۔

۲:... لڑکے کو قرآن مجید رکھنے کے لئے ایسی تپائی یا رحل دینی چاہئے جس سے اس کے اور قرآن مجید کے مابین کم از کم آٹھ انچ کا فاصلہ رہنا چاہئے۔ اس رحل یا تپائی کا فوقانی سرا دو انچ اونچا اور تحتانی حصہ دو انچ نیچا ہونا چاہئے نیز تحتانی حصہ پر آدھا انچ یا ایک انچ کی لکڑی کی پٹی کو رکاوٹ کے طور پر لگانا چاہئے تاکہ قرآن کی بے ادبی نہ ہو سکے، اس قسم کی تپائی کے استعمال سے بچہ کی آنکھیں متاثر نہ ہوں گی اور اسے عینک کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔

۳:... والدین کو چاہئے کہ مغرب اور عشاء کے مابین بچہ کو سبق ضرور یاد کرائیں یا کسی قاری کو رکھ کر یاد کروائیں تاکہ بچے کے سبق کا ناغہ نہ ہو۔

۴:... والدین کو چاہئے کہ ماہ بماہ ایسی تقریب منعقد کریں جس میں ایسے لڑکوں کو مدعو کریں جو قرآن حفظ کرتے ہیں، ان سے قرآن مجید سنا کریں ان میں جو لڑکے اچھا پڑھیں اور جنھیں یاد اچھا ہو انہیں حسب مراتب انعام دیں اس سے بچوں میں مسابقت کا جذبہ ابھرے گا، ان کی ہمت افزائی ہوگی اور مجمع پر قرآن پڑھنے کا حوصلہ ہو جائے گا۔

۵:... والدین کو گھر پر بھی بچوں کا قرآن سنتے رہنا چاہئے اس کے دو فائدے ہیں:

الف: بچوں کا قرآن پختہ ہوتا ہے۔

ب: والدین کا بھی قرآن درست ہوتا ہے، خاص طور پر خواتین کو صحیح پڑھنا آ جاتا ہے۔

۶:... مملکت سعودیہ عربیہ ریاض سے چوبیس گھنٹے قرآن مجید نشر کیا جاتا ہے، آج کل تقریباً ہر گھر میں ریڈیو موجود ہے، والدین اگر ایک ریڈیو پر ریاض کے چینل سے لگا دیں تو گھر میں ہمہ وقت قرآن کی تلاوت آتی رہے گی، اس سے گھر والوں کو بھی فائدہ ہوگا اور بچوں کو بھی قرآن پڑھنا آ جائے گا۔

۷:... والدین پر یہ بھی ضروری ہے کہ گھر کا ماحول پُرسکون رکھیں، ماں باپ میں تلخی اور باہمی آویزش و تکرار بچوں کے ذہن پر بُرا اثر ڈالتی ہے اور اس کے اسباق اور آموختہ دونوں ان باتوں سے غیر شعوری طور پر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، بسا اوقات سبق یاد نہ ہونے اور بچے کے آگے نہ بڑھنے کا سبب یہ امر بھی ہوتا ہے، اس لئے ان دونوں باتوں سے احتیاط کرنی چاہئے۔

۸:... بچوں کو کھیل کود کا وقت بھی ضرور دینا چاہئے تاکہ طبیعت بوجھل نہ رہے، کام خوشدلی اور نشاط سے ہوتا رہے۔

۹:... والدین پر لازم ہے کہ استاد سے ربط رکھیں، لڑکے کی تعلیمی رفتار و ترقی سے باخبر رہیں، لڑکا اگر کبھی استاد کی شکایت بھی کرے تو اس موضوع پر استاد سے گفتگو لڑکے کے سامنے نہیں کرنی چاہئے۔ استاد سے نہایت ادب و نرمی سے بات کرنی چاہئے تاکہ انہیں ناگوار نہ ہو اور یہ محسوس نہ ہو کہ آپ لڑکے کی حمایت کر رہے ہیں، انہیں اگر ایسا محسوس ہوا اور انہوں نے سرزنش و باز پرس سے دست کشی اختیار کر لی تو ظاہر ہے لڑکا مطمئن ہو جائے گا اور اس کی ترقی و رفتار بُری طرح متاثر ہوگی، لہٰذا نہایت خوش تدبیری سے اس مشکل کو حل کرتے رہنا چاہئے۔

۱۰:... حفظ کرنے کے فوراً بعد لڑکے کو اسکول میں داخل نہیں کرانا چاہئے اور نہ کسی اور کام میں لگانا چاہئے بلکہ سال چھ ماہ اسے دور کرانا چاہئے، پانچ پارے یا کم از کم تین پارے اسے روزانہ پڑھنا اور سنانا چاہئیں تاکہ اسے قرآن خوب یاد ہو جائے، اس کے بعد اسے مدرسہ یا اسکول میں داخل کرنا چاہئے یا کام پر لگانا چاہئے، ورنہ قرآن مجید رفتہ رفتہ چٹ ہوتا جائے گا۔

۱۱:... قرآن یاد کرنے کے بہترین اوقات فجر اور مغرب کے بعد کا وقت ہے، ان دونوں اوقات میں بچہ تازہ دم (Fresh) ہوتا ہے، بلند آواز سے پڑھنے کا عادی بنائیں اور والدین بچوں کی نگرانی کریں کہ وہ وقت برباد نہ کریں۔

۱۲:... اس بات سے بھی غافل نہیں رہنا چاہئے کہ ایک دن کے ناغہ کا اثر ایک ہفتہ تک رہتا ہے اور ایک ہفتہ کی ناغہ ایک ماہ تک اثر انداز ہوتی ہے، بیماری کے علاوہ ناغہ نہیں کرانا چاہئے۔

۱۳:... اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید ہے کہ اس کی تلاوت و حفظ پر پابندی کرنی چاہئے، اس معاملہ میں ذرا سی ڈھیل سے قرآن مجید رخصت ہو جاتا ہے، اس کی مثال اونٹ کی نکیل کی سی ہے، جب تک ہاتھ میں اس کی گرفت رہتی ہے وہ بس میں رہتا ہے، جہاں ہاتھ سے چھوٹی پھر اونٹ کو پکڑنا مشکل ترین کام ہے، یہی حال قرآن مجید کا ہے، اس کی تلاوت اور حفظ سے غفلت ہوئی پھر پابندی مشکل ہو جاتی ہے۔

۱۴:... اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ حفظ کی مدت لمبی ہوتی ہے، یہ کوئی مختصر کورس نہیں کہ دو تین مہینوں میں پورا ہو جاتا ہو، اس لئے والدین کو تحمل و برداشت سے کام لینا چاہئے، اس میں ناغے نہیں ہونا چاہئیں بچہ کبھی تیز چلتا اور کبھی سست رفتاری اختیار کرتا ہے، استاد ہی ان باتوں کی نگرانی کرتا اور رکھتا ہے اور اس کی کمی کو دور کراتا ہے یہ معاملہ اس کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہئے، تاہم یہ بات والدین کو استاد کے گوش گزار کراتے رہنا چاہئے۔

۱۵:... یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ بے جا شکایت سے نہ استاد کو کوئی نقصان ہوتا ہے، نہ ادارہ پر کوئی اثر ہوتا ہے بلکہ طالب علم کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس لئے اس قسم کی باتوں سے والدین کو بچنا چاہئے۔

۱۶:... استاد اور والدین پر یہ ضروری ہے کہ تادیب، تنبیہ، سرزنش و مناسب معمولی "Punishment" سزا اور تعذیب سخت ترین سزا "Tarturing" کے فرق کو ملحوظ رکھیں، تعذیب جائز نہیں۔ تادیب کی گنجائش ہے، اس لئے کہ بچوں اور بچیوں کو نماز کا عادی بنانا، ادب سکھانا، لکھنا پڑھنا سکھانا فرائض میں سے ہے، اس مقصد کے لئے مناسب حد تک شریعت میں سزا کی گنجائش ہے، چنانچہ ایسی سزا جس سے ہڈی متاثر نہ ہو، خون نہ نکلے، نشان نہ پڑے اور اعضاء رئیسہ متاثر نہ ہوں، یعنی اس کی نشوونما صحت و شادابی پر سزا اثر انداز نہ ہو، اس کی گنجائش ہے، لہٰذا بے دردی سے مارنا، ڈنڈے توڑنا، مرغا بنانا، لاتیں اور گھونسے مارنے کی اجازت نہیں۔

۱۷:... قرآن مجید کا حفظ فرائض میں سے نہیں فضائل میں سے ہے، سعادت و فضیلت کی بات ہے، اس لئے سزا کا کوئی طریقہ اختیار کرنا جس سے مذکورہ بالا خرابیاں رونما ہوں درست نہیں یاد رکھئے، اس طرز عمل سے طلبا کے دل و دماغ میں شوق و رغبت کے بجائے نفرت اور استاد سے بغض ہو جاتا اور لڑکا قرآن حفظ کرنے سے بھاگنے لگتا ہے، اس کا ظاہری سبب استاد کا بے جا طرز عمل ہوتا ہے، اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے اس لئے کہ اس پر آخرت میں باز پرس کا قوی اندیشہ ہے۔

۱۸:... اس امر کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ عصر حاضر میں سائنس کی نت نئی ایجادات اور انگریزوں کی حکمرانی اور اقتصادی و معاشی برتری کی

وجہ سے مسلم قوم دو طبقوں میں بٹ گئی ہے، ایک وہ طبقہ ہے جو یورپی طرز معاشرت اپنائے ہوئے ہے گو قلیل ہے لیکن بہت بااثر ہے، دوسرا غریب ومتوسط طبقہ ہے اس کے طرز زندگی میں کچھ پرانی قدریں باقی ہیں لیکن ان کی گرفت ڈھیلی ہوگئی ہیں، چنانچہ وہ بھی غیر شعوری طور پر بعض ان باتوں کو اپنا چکا ہے جو مغرب زدہ طبقہ میں پائی جاتی ہیں۔ آج کل ٹیلیویژن کلچر نے عیاری کی نت نئی چالیں لڑکوں کو سکھادی ہیں اور ہر کھاتا پیتا گھرانہ اس نعمت سے محروم نہیں رہا ہے، تاہم امیر اور آسودہ حال گھرانہ کے پلے بڑھے بچوں میں عام طور پر ایک قسم کی خودسری پائی جاتی ہے، ایسے لڑکے حافظ جی کو کم ہی خاطر میں لاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی تنخواہ ومشاہرہ نہایت قلیل ہوتا ہے انہیں زندگی بسر کرنے کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے ان کا "Status" بلند نہیں ہے (اس پر بھی ارباب اختیار کو غور کرنا چاہئے) یہی وجہ ہے کہ بار بار ڈائری میں بچہ بچیوں کی لاپرواہی اور بے توجہی کی شکایت درج کرنے اور والدین کو باخبر رکھنے کے باوجود استاد نے ذرا تنبیہ و سرزنش کی، والدین استاد سے ناراض ہوجاتے ہیں، اپنی کوتاہی کو نہیں دیکھتے برہم ہوکر منتظمین کو بھی سنانے لگتے ہیں اور کورٹ، تھانے اور ادارہ کی بدنامی کی دھمکی دینے اور دھونسالوجی سے منتظمین کو مرعوب اور خائف کرتے ہیں وہ بھی خطرہ کے پیش نظر کامیاب و تجربہ کار استاد کو رخصت کرنے میں ادارہ کی عافیت سمجھتے ہیں۔

۱۹:... مالکان ادارہ یا ارباب حل وعقد! اپنی سلامتی اور مفاد اس میں سمجھتے ہیں کہ ایسی صورت میں کلاس کے طلبا دوسری کلاس میں منتقل کردیے جائیں اور وہ کلاس ہی ختم کردی جائے، اس سے بھی طلبا کا نقصان ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ استاد ایک مدت سے انہیں پڑھاتا ہے وہ ان میں سے ہر ایک کی نفسیات سے واقف ومزاج شناس ہوتا ہے، دوسرے استاد کو نفسیات اور مزاج شناسی میں وقت لگتا ہے، اس طرز عمل سے طلبا کو نقصان پہنچتا ہے۔ ادارہ صرف فیس کا خواہاں ہوتا ہے، اس لئے وہ چاہتا ہے کہ کام چلتا رہے اور لوگوں کو ادارے کے خلاف آواز بلند کرنے کا موقع ہاتھ نہ آئے، یہ طرز عمل بھی اچھا نہیں بعض اوقات نئے استاد کا تقرر کیا جاتا ہے اور وہ تین ماہ میں اسے نکال دیا جاتا ہے اور دوسرا لے آتے ہیں یہ بات بھی درست نہیں، تقرر کرتے وقت خوب چھان بین کرکے اور تجربہ اور پچھلا ریکارڈ معلوم کرکے تقرر کرنا چاہئے۔ دو چار ماہ تو لڑکوں کی نفسیات اور مزاج شناسی میں لگ جاتے ہیں۔ ارباب ادارہ کو بہت ہوشمند اور تجربہ کار ٹھنڈے مزاج موقع ومردم شناس ہونا چاہئے، پھر ادارہ ترقی کرتا ہے۔

اب تعلیم بھی تجارت کی صورت اختیار کرگئی ہے، اس لئے بعض ادارے استاد کے بول وبراز کے اوقات کی بھی نگرانی کرنے لگے ہیں اور اس پر بھی بازپرس کرتے ہیں یہ نہایت مذموم بات ہے۔

۲۰:... کراچی کا ماحول ان دنوں کچھ ایسا ہوگیا ہے کہ مار دھاڑ اور اغوا کی دھمکیاں بہت عام ہوگئی ہیں، استادوں کو بھی اپنے ضمیر کو مطمئن کرنا اللہ تعالیٰ کو جواب دینا، بچوں کو پڑھانا ان کی نگرانی کرنا والدین کی شکایت کا ازالہ کرنا اور انتظامیہ کو جواب دینا سارے کام انجام دینا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے اسے اس ماحول میں کام کرنا ہے، اس لئے ان حقائق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ بعض اوقات استاد سے چوک ہوجاتی ہے اور کبھی انتظامیہ غلط فہمی کا شکار ہوجاتی ہے اور کبھی والدین بھی حدود کے دائرہ میں نہیں رہ پاتے، ایسے موقع پر ہر شخص کو اپنا احتساب کرنا چاہئے اور اپنے فرائض منصبی کا خیال رکھتے ہوئے اپنے غلطی کا اعتراف اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا چاہئے، معذرت خواہی اور اصلاح سے یہ راستہ باآسانی طے کیا جاسکتا ہے۔ استاد کو اپنی عزت مقدس خدمت اور باعظمت و باوقار پیشہ دین داری و دیانتداری کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے اور اپنے مرتبہ ومقام سے فروتر کام نہیں کرنا چاہئے، ایسی حرکت سے بھی بچنا چاہئے جس سے تعلیم کی عظمت یا اساتذہ کرام اور ادارہ کی عزت وشہرت کو ٹھیس پہنچتی ہو، اسی طرح والدین کو ان حقائق سے چشم پوشی روا نہیں یہی ذمہ داری کم وبیش ادارہ پر بھی عائد ہوتی ہے۔ انہی چار عناصر کے باہمی ربط ومشاورت سے بچے اور بچیاں پڑھتے اور ترقی کے راستے پر آگے بڑھتے ہیں۔ یہ راستہ کٹھن ضرور ہے لیکن قابل عمل ہے، مذکورہ بالا باتوں پر عمل ہوتا رہے تو اس میں ہر ایک کا فائدہ اور قوم کے بچوں کا مستقبل سنورتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆


عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار کھارادر کراچی
فون: 32545573

# دو ابوسفیان... دونوں ہی کامیاب و کامران

## ابو سفیان بن حارث اور ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

”ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا چھوڑا
اور بنی عبدالدار کے کیا کہنے ان کی سرداری اور
علمبرداری تو لونڈیوں کے ہاتھ میں تھی۔“

شاعر رسول سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مطبوعہ دیوان میں پہلے قصیدے کا یہ تیسواں شعر ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (بعد میں اسلام نصیب ہوگیا اور صحابیت کا عالی شان تمغہ ملا) مکہ مکرمہ کے بدترین دشمنانِ اسلام میں سے تھا۔ شعر و شاعری کا وصف بدرجہ اتم پایا تھا، مگر اس اچھے وصف کو بدگوئی رسول میں استعمال کرتا تھا۔ اس کی ہجو کا جواب سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نہایت عمدگی سے دیتے تھے۔ نبی مکرم علیہ السلام کے دادا کے پوتے تھے، لہٰذا یہ پہلو بھی مدنظر رکھنا ہوتا تھا۔ اس قصیدے میں سیدنا حسانؓ نے نہایت بلیغ انداز میں جواب دیا کہ تو شریف سردار نہیں غلام ہے تو محمد رسول اللہ کا ہم کفو کیسے ہوسکتا ہے.... اس شعر کے دوسرے مصرع میں سیدنا حسانؓ نے قریش کے ایک، اور معزز قبیلے کے لتے لئے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھی پشت میں دادا عبدمناف کے بھائی عبدالدار کا ذکر کیا ہے.... لڑائیوں اور جنگوں میں بنی عبدمناف کے عبشمی اموی خاندان کو قائد تسلیم کیا تھا جبکہ بنی عبدالدار کے پاس تمام قریش مکہ کا علم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ حجابہ اور دارالندوہ بھی بنی عبدالدار کے حصے میں چلے آرہے تھے، جبکہ سقایہ، رفادہ اور قیادہ بنی عبدمناف کے حصہ میں آئے تھے۔ (ازرقی، ص:٦٦)

عبدمناف کے بعد جدالنبی حضرت ہاشم سقایہ (حجاج کے لئے پانی کی فراہمی) اور رفادہ (حجاج کے کھانے کا انتظام) کے ذمہ دار بنے جبکہ قیادہ (فوجی کمان) کا منصب ان کے بھائی عبدشمس کو ملا تھا اور بعثت نبوی تک یہ اہم ترین عہدہ اسی خاندان میں رہا۔

سیدنا حسان نے مذکور بالا شعر میں جو بنی عبدالدار کو لونڈیوں کی ماتحتی کی عار دلائی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ لواء (علمبرداری) ہمیشہ بنی عبدالدار کے پاس چلی آرہی تھی۔ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے تین لواء تھے، تینوں بنی عبدالدار کے ہاتھوں میں تھے۔ (ابن سعد)

اب غزوۂ احد میں ایک عبدری جوان نے جھنڈا اٹھایا وہ قتل ہوگیا تو دوسرے نے اٹھایا پھر تیسرے نے حتی کہ نو علمبردار بنی عبدالدار ہی کے قتل ہوئے جس کے بعد اسی خاندان کی لونڈیاں آگے بڑھیں اور اپنے آقاؤں کی موت کے بعد مشرکین قریش کا جھنڈا اٹھایا۔ بس اسی بات کی عار دلاتے ہوئے سیدنا حسانؓ فرماتے ہیں کہ بھلا تم بھی کوئی عزت دار ہو کہ تمہارے لشکر کے سارے عبدری علمبردار تو ہماری تلواروں سے کٹ گئے اور تم قریشی سردار کہلانے والے عبدری، لونڈیوں کے زیر علم نظر آئے۔ باندیوں کے ماتحت تم غلام ہی ہوسکتے ہو نہ کہ سردار....

ان تمام شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ قریش مکہ میں بنی عبدمناف کے ساتھ ساتھ بنی عبدالدار کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی (خیال رہے کہ اول معلم مدینہ سفیر نبوت معلم اسلام و قرآن سیدنا مصعب بن عمیرؓ اسی عبدری خاندان ہی کے خوش نصیب فرد تھے اور یہ بھی غزوۂ احد میں ہی شہید ہوئے تھے) نیز حجابہ یعنی بیت اللہ کی تولیت اور چابی برداری بھی اسی خاندان میں تھی، جس کو نبی پاک علیہ السلام نے فتح مکہ کے روز برقرار رکھا اور وہ عثمان بن طلحہ عبدری ہی کے پاس رہی۔

(مآخذ: دیوان حسان، ازرقی، طبری، ابن سعد، صحیح بخاری، مونٹگمری ورٹ (محمد ایٹ مکہ)، الفرقان لکھنؤ: جولائی ٢٠٠٢ء)

جناب عبدمناف کے چار بیٹے تھے طبری کہتا ہے باپ کے بعد چاروں سردار ہوئے۔ ان کو تاریخ مجبرون کے نام سے ذکر کرتی ہے یعنی ان کی کوشش سے قریش کی حالت درست ہوئی۔ چاروں نے ممالک عرب و عجم میں قریش کے لئے سکونت و تجارت اور دیگر سہولیات حاصل کیں۔ ہاشم نے شاہان روم اور غسانی ملوک سے، عبدشمس نے نجاشی شاہ حبشہ سے، نوفل نے خسرو ایران سے اور مطلب نے شاہان حمیر سے قریش مکہ کے لئے خصوصی پروانے حاصل کئے۔ اس طرح مجبرون کہلائے۔

سقایہ اور رفادہ عبدمناف سے ان کے بیٹے حضرت ہاشم کو ملا! جبکہ قیادہ (جنگی خدمات) مستقلاً عبدشمس بن عبدمناف کے خاندان میں آیا۔ اسی منصب کو دیگر روایات میں قریش کی علمبرداری کا نام دیا گیا جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ اوپر عرض کردیا گیا کہ علمبرداری (لواء) اور خدمات بیت اللہ (حجابہ) کا اعزاز تو بنی عبدالدار کے پاس تھا.... تو یہ جو سردار ابوسفیان کا مخالف اسلام سرداروں میں نام بار بار آتا ہے یہ کیا تھا؟

معروف مورخ ازرقی کے بیان کے مطابق یہ عہدہ قیادۃ کا تھا.... کئی مورخین نے اس عہدے کا ذکر نظر انداز کردیا ہے اور علم ولواء لکھ دیا ہے، حالانکہ سیاست میں قیادہ نہایت اہم عہدہ تھا اور عملی طور پر اس

پر فائز شخص قریش کا سردار سمجھا جاتا تھا.... کیا یہ حقیقت نہیں کہ عملاً مسلمان نہ ہونے اور دشمنانِ نبی کے ساتھ ہونے کے باوجود جب ابوجہل اور دوسرے بدترین دشمنانِ اسلام نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرتے تو آنحضور علیہ السلام "دار ابی سفیان" میں پناہ لیا کرتے تھے۔(الاصابہ،ج:۲)

(یہی دار ابی سفیان فتح مکہ کے دن پناہ گاہِ عالم قرار دے دیا گیا) سیدنا ابوسفیان کا یہی گھر بیت سیدہ خدیجہ کے قریب ہی تھا، جناب عبدالمطلب کے پاس سقایہ اور رفادہ کے دو عہدے منتقل ہوئے، ان کے ندیم جناب حرب بن امیہ بن عبد شمس کو اپنے باپ سے قیادہ کا عظیم عہدہ ملا (دیگر سات مناصب دوسرے قریشی قبائل کے پاس تھے)۔ حرب بن امیہ کی وفات کے بعد قیادہ کا منصب ان کے بیٹے ابو سفیان کو ملا، اسی اہمیت کی بنا پر شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمہ کو ابوجہل کے تھپڑ مارنے پر شکایت کے لئے آنحضور علیہ السلام نے اسے ابوسفیان ہی کے پاس بھیجا تھا، اور انہوں نے ابوجہل سے بدلہ دلوایا تھا اور اسی اہمیت کی بنا پر جب نبی پاک علیہ السلام ان کے گھر میں شریروں کے شر سے بچنے کے لئے پناہ لیتے تو کوئی بدطینت مشرک بدمعاش نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی نہ پاسکتا تھا.... خود ابوسفیان سے قبل ہجرت، اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود کہیں ایک بار بھی زیادتی ثابت نہیں.... نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے۔ تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سربراہی میں شام گیا۔ نبی مکرم علیہ السلام ہجرت فرما گئے۔ تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سربراہی میں شام گیا۔ نبی مکرم علیہ السلام نے اُس کی واپسی پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا۔ وہ خوش قسمتی سے بچ کر نکل گیا۔ غزوۂ بدر پیش آ گیا، قریش مکہ کی قیادت ابوسفیان کی طے شدہ تھی اس کی عدم موجودگی میں اس کے چچا عتبہ نے قائم مقامی کی اور خود بھائی اور بیٹے سمیت محمدی ابابیلوں کے ہاتھوں مارا گیا..... ابوسفیان بنی امیہ، بنی عبد شمس اور بنی عبد مناف تینوں بڑے قبائل کا سردار اور تمام اہل مکہ سرداران قریش کی جانب سے قیادہ کے اہم ترین منصب پر فائز تھا.... ابوسفیان بن حرب کی اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریشی افواج کی قیادت "اسلام دشمنی" یا مخالفت رسول ذاتی بنیادوں پر نہیں تھی بلکہ قریش اور اہل مکہ کی فوجوں کے قبائلی قائد کے طور پر تھی ان کی اسلام دشمنی اور عداوتِ رسول بس اسی طرح کی تھی جس طرح تمام کفار بشمول ابولہب بن عبدالمطلب ہاشمی، ابوجہل مخزومی اور ابوسفیان بن حارث ہاشمی کی تھی۔ مقدر میں سعادت تھی کہ ابوجہل اور ابولہب کے بیٹوں کو اسلام اور صحابیت کا شرف ملا۔ عمر بن خطاب کو بہت جلد اور ابوسفیان کو فتح مکہ سے ایک دن قبل دعائے رسول نے دامنِ اسلام میں ڈالا۔ دعائے رسول یوں تھی:

"اللّٰھم لاتنساھا لابی سفیان۔"

ترجمہ: "اے اللہ! مجھ پر ابوسفیان کا احسان تو کبھی نہ بھلانا کہ اس نے سیّدہ فاطمہؓ پر زیادتی کا بدلہ دلوایا تھا۔"

تیرے اصحاب سے مجھ کو محبت کیوں نہ ہو آقا
کہ اونچے گھنے ٹھنڈے شجر اچھے نہیں لگتے

☆☆..............☆☆

## جمہوریت اور انسانی مساوات کا پیغام!

ہندوستان کے لئے قدرت کا یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس کی سرزمین انسان کی مختلف نسلوں، مختلف تہذیبوں اور مختلف مذہبوں کے قافلوں کی منزل ہے، ابھی تاریخ کی صبح نمودار بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان قافلوں کی آمد شروع ہوگئی اور پھر یکے بعد دیگرے سلسلہ جاری رہا۔ اس کی وسیع سرزمین سب کا استقبال کرتی رہی اور اس کی فیاض گود نے سب کے لئے جگہ نکالی۔ ان ہی قافلوں میں آخری قافلہ ہم پیروانِ اسلام کا بھی تھا، یہ بھی پچھلے قافلوں کے نشانِ راہ پر چلتا ہوا یہاں پہنچا اور ہمیشہ کے لئے بس گیا، یہ دنیا کی دو مختلف قوموں اور تہذیبوں کے دھاروں کا سنگم تھا، یہ گنگا اور جمنا کے دھاروں کی طرح پہلے ایک دوسرے سے الگ بہتے رہے، لیکن پھر جیسا کہ قدرت کا اٹل قانون ہے، دونوں کو ایک سنگم میں مل جانا پڑا، ان دونوں کا میل تاریخ کا ایک عظیم واقعہ تھا، جس دن یہ واقعہ ظہور میں آیا، اسی دن سے قدرت کے مخفی ہاتھوں نے پرانے ہندوستان کی جگہ ایک نئے ہندوستان کے ڈھالنے کا کام شروع کر دیا۔

ہم اپنے ساتھ اپنا ذخیرہ لائے تھے اور یہ سرزمین بھی اپنے ذخیروں سے مالا مال تھی، ہم نے اپنی دولت اس کے حوالے کر دی اور اس نے اپنے خزانوں کے دروازے ہم پر کھول دیے، ہم نے اسے اسلام کے ذخیرہ کی سب سے زیادہ قیمتی چیز دے دی، جس کی اسے سب سے زیادہ احتیاج تھی، ہم نے اسے جمہوریت اور انسانی مساوات کا پیغام پہنچا دیا۔

تاریخ کی پوری گیارہ صدیاں اس واقعہ پر گزر چکی ہیں، اب اسلام بھی اس سرزمین پر ویسا ہی دعویٰ رکھتا ہے جیسا دعویٰ ہندو مذہب کا ہے، اگر ہندو مذہب کئی ہزار برس سے اس کے باشندوں کا مذہب رہا ہے تو اسلام بھی ایک ہزار برس سے اس کے باشندوں کا مذہب چلا آتا ہے، جس طرح آج ایک ہندو فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ وہ ہندوستانی ہے اور ہندو مذہب کا پیرو ہے، ٹھیک اسی طرح ہم بھی فخر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہندوستانی ہیں اور مذہب اسلام کے پیرو ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

# علم کیا ہے؟

(علم اور علماء کرام کی عظمت اور علماء کرام کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے مختلف بیانات سے ماخوذ ملفوظات)

مولانا محمد سعد کاندھلوی (امیر تبلیغ) (۲) انتخاب: مولانا محمد زین العابدین

**اگر علم اسباب پر موقوف ہوگیا تو اُمت کا بڑا طبقہ جاہل رہے گا:**

آج کتنا پیسہ شادیوں پر خرچ ہو رہا ہے، لیکن علم کے حصول پر خرچ کے لئے ہم تیار نہیں، تو کیسے جہالت ختم ہوگی؟ اور بغیر جہالت کے ختم ہوئے عبادت قبول ہے نہ اعمال، کچھ نہیں، علم حاصل کرو تاکہ عبادتیں کامل ہو جائیں، عبادت کا کمال علم سے ہے، عبادت پر استقامت یقین سے ہے اور عبادت کی قبولیت اخلاص سے ہے۔

اگر علم اسباب پر موقوف ہوگیا تو اُمت کا بڑا طبقہ جاہل رہے گا، کیونکہ وہ بھی جاہل رہیں گے جن کے پاس سیکھنے کے اسباب نہیں اور وہ بھی نہیں سکھلائیں گے جن کو معاوضہ نہ ملے، اُجرت تو اُس وقت کی ہے جو وقت تعلیم کے لئے فارغ کیا گیا ہے۔

**علماء کی ذمہ داری:**

علماء کی ذمہ داری بھی بتلادی، علماء کیا کہتے ہیں کہ ''جی جاہل تو سیکھتے ہی نہیں، آتے ہی نہیں ہمارے پاس کہ ہم سکھلا دیں!'' نہیں میرے دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علماء جاہلوں کو دین سکھلا دیں، علماء جاہلوں کی تربیت کریں اور اُن کو دین پر آمادہ کریں اور علماء عوام کو دین کی تعلیم دیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے تو یہ بہت بڑی بات تھی چونکہ جس بات کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرما دیا ہے، اُس کا جو اثر اُس وقت تھا، قیامت تک کے لئے اُس کا وہی اثر ہے، یہ بات نہیں ہے کہ وہ سیکھنے آئیں تو سکھلا دیں گے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ہم سے سیکھتے ہی نہیں ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ اپنی بات کو دُہرایا، مطلب یہ تھا کہ اگر وہ سیکھنے نہیں آتے تو میرے تمہارے ذمہ ہے کہ اُن کو جا کر سکھلا دیں۔

**تبلیغ اور تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے:**

اس لئے تبلیغ اور تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے، آنے والوں کو سکھلانا بھی شعبہ ہے اور جا کر سکھلانا بھی شعبہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک آیت کی تبلیغ کا بھی حکم دیا ہے، جا کر تعلیم دو، یہ تبلیغ ہے۔ آنے والوں کو تعلیم دو، یہ تعلیم ہے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دونوں کاموں میں برابر لگے رہتے تھے۔

**علماء انبیاء کے وارث کیوں ہیں؟:**

یاد رکھنا! علماء کو انبیاء کا وارث اُس طریقۂ تعلیم کے ساتھ قرار دیا گیا ہے جو طریقۂ تعلیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا کہ وہ تعلیم نقل و حرکت کے ساتھ ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ علماء اپنے کام چھوڑ کر نکلیں، امامت، خطابت، درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور شعبۂ افتاء چھوڑ کر نکلیں، نہیں، ہم یہ نہیں کہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہے ہیں، اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ایمان والوں کو چاہیے کہ سب یک بارگی نہ نکلیں ''مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً'' کہ ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ سب یک بارگی نکل جاویں، ''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ'' ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ایمان والوں کی جماعت کا ایک حصہ اللہ کے راستہ میں نکلے۔ کیوں نکلیں؟ دیکھو عجیب بات ہے اس آیت میں فرمایا ہے ''لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ'' دین کے اندر کمال اور سمجھ پیدا کرنے کے لئے نکلیں، لازم ہے کہ واپس آ کر مقام پر علم کو پھیلا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

نے ''علماءِ صحابہ رَضی اللہ عنہم'' کو حرکت پر رَکھا تھا تاکہ اُمت میں کہیں بھی جہالت پیدا نہ ہو، اور علم صرف طلب والوں کے اَندر محدود نہ ہو جاوے کہ یہ پڑھنے کے لئے آئے ہیں، پڑھ لیویں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَپنے علم کی مثال بادل سے دی ہے اور بادل میں حرکت ہے، آپ علماء کرام تو ہلکی بات کرنے لگے ہیں کہ بھئی ہم تو کنواں ہیں، پیاسا کنویں کے پاس آتا ہے، کنواں پیاسے کے پاس نہیں جایا کرتا، نہیں ہرگز نہیں، ایسی بات نہیں ہے، علماء کو اَنبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے اور اَنبیاء نے نقل وحرکت کے ذریعے علم کو پھیلایا ہے، اور علم کی مثال بادل سے دی ہے، جو زمین کسی قابل نہیں جس زمین میں اُگانے کی صلاحیت نہیں اُس پر بھی بادل برستا ہے، اَپنے علم کو لے کر حرکت میں آؤ کہ اُمت کو علم پہنچانا ہے اور دعوت سے اَپنے علم کے اَندر رُسوخ پیدا کرنا ہے۔

**حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک علماء کا مرتبہ:**

ایک بار حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: ''مفتی صاحب! ایک جماعت ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اُس جماعت کو لے کر آپ جائیں، کیوں اُس میں بڑے بڑے علما اور بڑے بڑے اہلِ کمال آئے ہیں۔''

آج ہمارا حال یہ ہے کہ انگریزی دان دیکھ کر جماعت کو اُن کے حوالہ کر دیتے ہیں، خط بھی آتا ہے کہ یہ پروفیسر صاحب ہیں، انگریزی جانتے ہیں، یہ جماعت چلالیں گے، معیار گھٹتے گھٹتے اَعداءِ دین کی زبان پر آ گیا، کہاں معیار تھا صحابہ رَضی اللہ عنہم کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اَمیر طے کرنے کے لئے مشورہ نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتفریق ہر ایک کے پاس اَلگ اَلگ بیٹھے اور ہر ایک سے اَلگ اَلگ قرآن سنا، جس کا قرآن سب سے اَچھا تھا فرمایا کہ: ''تم ہی اِن سب کے اَمیر ہو، اِس لئے کہ اِمام ہی اَمیر ہوتا ہے''، فرمایا: ''تمہاری اِمامت وہ کرے جو زیادہ علم رَکھنے والا ہو، شریعت کو جو زیادہ جاننے والا ہو'' یہ نہیں کہا کہ تم میں تجربہ زیادہ کس کا ہے؟ تم میں سے انگریزی کس کو زیادہ اَچھی آتی ہے؟

سنت طریقہ یہ تھا کہ تم میں سے اَچھا قرآن کون پڑھ سکتا ہے؟ پہلے اِس بات کا اِہتمام ہوتا تھا کہ اور ایسے ساتھی جماعت کے ساتھ لگائے جاتے تھے جو اُن کی تعلیم وتربیت کا اِہتمام کریں۔

تو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: ''میرا دل چاہتا ہے کہ تم جماعت لے کر جاؤ!'' پھر فرمایا کہ ''تین دن بعد جماعت آئے گی''، جواباً مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ: ''تین دن کے لئے خانقاہ رَائے پور حضرت رَائے پوریؒ کے پاس جانا چاہتا ہوں''، حضرتؒ نے فرمایا: ''ضرور جاؤ!'' علماء اور مشائخ کی خدمت میں دُعا اور اِستفادہ کی غرض سے حضرتؒ ساتھیوں کو بھیجا کرتے تھے، لیکن فرمایا کہ: ''دیکھو ٹھیک تین دن کے بعد آجانا''، مفتی صاحبؒ چلے گئے، تین کے بجائے پانچ دن گزر گئے، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ: ''مفتی زین العابدین صاحب تین دن کے لئے رَائے پور گئے تھے، پانچ دن گزر گئے اَب تک نہیں آئے، اِدھر جماعت اُن کا اِنتظار کر رہی ہے''۔ حضرت شیخ سہارن پور سے رَائے پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی مفتی صاحبؒ سے پوچھا کہ: ''تین کے بعد اَب یہاں کیا کر رہے ہو؟''، مفتی صاحب نے عرض کیا کہ: ''حضرت! مجھے تو نظام الدین ہی جانا ہے، لیکن مجھے یہاں کے قیام میں کچھ ایسی کیفیت اور ذِکر کے ایسے اَنوار حاصل ہو رہے ہیں کہ مجھے خیال ہوا کہ ایسی کیفیت اور ایسا موقع پھر حاصل ہو نہ ہو، اِس لئے میں نے یہاں کا وقت بڑھا لیا، مجھے یہاں کی خلوت میں جو کیفیت حاصل ہو رہی ہے اُس کیفیت نے یہاں روکے رَکھا''۔ بہرحال پھر تشریف لے گئے۔

**دعوت کی محنت کا مقصد اُمت سے جہالت کو ختم کرنا ہے:**

علم کی دعوت کے ذریعے جہالتیں ختم ہوں گی اور اُمت علماء سے جڑے گی۔ اِس محنت کا مقصد جہالت کو ختم کرنا ہے، یہ محنت تو اُمت میں علم کے حصول کی طلب پیدا کرتی ہے، جب یہ محنت ہوگی تو یہ اِحساس ہوگا کہ ہمیں علماء کی ضرورت ہے، علماء کی صحبت ومجالست اِختیار کرنے کی ضرورت ہے اور یہی اِس دعوت کا مقصود ومطلوب ہے۔

**تمام دُنیوی شعبوں میں دین کیسے زندہ ہوگا؟:**

میرا تو بہت جی چاہتا ہے کہ علماء آدھے دن

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

دینی کاموں میں لگیں اور آدھے دن تجارت بھی کریں، حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما دینی کاموں کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

ساری دُنیا ہوگی جاہلوں کے ہاتھ میں اور ہم یہ سمجھیں گے کہ ہمارا کام صرف پڑھانا ہے، آج ہم نے سارا بازار اور ساری تجارت جاہلوں کے حوالہ کردی ہے، جب تک ہم تجارتوں، زراعتوں، حکومتوں کو اور دُنیا جہان کے تمام سرمایہ داری کے نقشوں کو یہ سمجھ کر چھوڑے رکھیں گے کہ یہ ہمارے کرنے کے کام نہیں ہے، تو خدا کی قسم! اس میں بھی دین نہیں آسکتا، کیسا مزا آوے کہ ایک عالم آدھے دن پڑھاتا ہو اور آدھے دن خود عملی طور پر بازار جاکر دیکھے کہ جو علم میں پڑھا رہا ہوں اُس کے مطابق تجارت ہو رہی ہے یا نہیں؟ یہ کتنے بڑے نقصان کی بات ہے کہ ایک آدمی تجارت کا علم حاصل کرے اور اُس کے محلّہ کا بازار علم کے مطابق نہ ہو، اگر ایسا نہ کیا گیا تو جو حرام رَاستہ کی کمائیاں ہیں، وہ سب علم وعمل کو لے ڈوبیں گی، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ”ہم تجارت چھڑوانا نہیں چاہتے بلکہ تجارت کو حکم پر لانا چاہتے ہیں، وَرنہ وہ ہوگا جو قومِ شعیب کے ساتھ ہوا۔“ حکم پر لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ عملی طور پر ان شعبوں کا علم لے کر ان میں دَاخل ہوں۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے جید عالم دین تھے، اُنہوں نے جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جمع کیے ہیں یہ اُس میں چھپا ہوا ہے۔

**دین کے کسی شعبہ کا اِنکار محمد صلی اللہ علیہ وَسلم کے لائے ہوئے اَحکامات کا اِنکار ہے:**

اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے! دین کے کسی شعبے کا اِنکار یا اُس کا استخفاف یا اُس کی اِفادیت سے اِنکار کہ مثلاً: مدارس سے کیا ہوگا؟ یہ بھی ایک مرض اور بیماری پیدا ہوگئی ہے لوگوں میں، میرے دوستو عزیزو! غور سے سن لو: جو اِس کام میں رہتے ہوئے دین کے کسی شعبے کا اِنکار کرے، خدا کی قسم! وہ محمد صلی اللہ علیہ وَسلم کے لائے ہوئے دو کاموں میں سے ایک کا اِنکار کر رہا ہے، پکی بات ہے، بالکل سچی بات ہے۔

کیونکہ اِس کام کو کسی خیر کے کام کے معارض سمجھنا یہ محمد صلی اللہ علیہ وَسلم کے لائے کاموں میں سے ایک کام کو دُوسرے کے معارض سمجھنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وَسلم کی سب سے بڑی صفت ”صفت جامعیت“ ہے، یہ جامعیت اپنے اَندر پیدا کرو، کیونکہ اِس محنت سے پورا دین وجود میں آتا ہے، اِس لئے حرام حرام ہے، ہمارے لئے یہ سوچنا کہ ”اس شعبے سے کیا ہوگا، اُس شعبہ سے کیا ہوگا؟“ جتنے دین کے شعبے ہیں، یہ دَعوت کی آمدنی ہے، لوگ اپنی آمدنی کو سنبھال کر رکھتے ہیں، کہ دَعوت کی محنت سے لوگوں میں علم کی طلب پیدا ہو، مساجد قائم ہوں، مدارس قائم ہوں، تربیت گاہیں قائم ہوں، دین کے شعبے وجود میں آنے ہیں دَعوت کے کام سے، یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دَعوت کا کام ہو اور دین کے شعبے مقصود نہ ہوں، یہ ایسا ہے کہ کوئی آدمی تجارت کرے اور کہے کہ مجھے آمدنی مقصود نہیں ہے یا آمدنی کو ضائع کردے، وہ کیسا بے وقوف آدمی ہوگا؟، لوگوں کو اپنی آمدنیوں سے ایسی محبت ہوتی ہے کہ وہ اُس کو خون پسینہ کہتے ہیں کہ یہ میرا خون پسینہ ہے۔

دَعوت سے دین کے سارے شعبے زندہ ہونے ہیں اور یہ میری بات یاد رکھنا کہ یہ شعبے اُس وَقت تک قائم رہیں گے جب تک دَعوت کی نقل و حرکت قائم رہے گی، آپ ذرا پچھلا زمانہ اُٹھا کر دیکھیں ساری تاریخ اس کی گواہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وَسلم نے ہر صحابی کو معلم بنایا تھا، ”بَلِّغُوا عَنِّی وَلَوْ آیَۃً“۔ جب علم نقل وحرکت سے اَلگ ہوجاوے گا تو عام اُمت میں جہالت پھیل جاوے گی اور علم اُمت کے ایک محدود طبقہ کی چیز بن کر رہ جاوے گا، اگر علم کے بغیر نقل وحرکت ہے تو جاہلانہ نقل وحرکت ہوگی، حضرت مولانا محمد اِلیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ جتنی جماعتیں نکلیں، اُن میں ایک عالم ہو اور ایک قاری ہو! تاکہ نکلنے والے قرآن سیکھ کر آویں۔

شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

☆☆......☆☆

## دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دیرینہ اور مخلص رفیق اور ہفت روزہ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈر جناب جمال احمد چٹھہ کی گزشتہ دنوں ممانی صاحبہ ہیٹ اسٹروک کی زد میں آکر داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کریم مرحومہ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ دریں اثنا چند دنوں کے بعد بھائی جمال احمد صاحب کے بڑے ماموں بھی راہِ حق کو سدھار گئے۔ اللہ کریم مرحوم کی بھی بال بال مغفرت فرمائے اور دارِ آخرت کی بھلائیوں سے نوازے۔ ادارہ مرحومین کے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے اور ان کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ مرحومین کے ساتھ دیگر مسلمان مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاک اللہ!

# مرزا کی پیشگوئیاں!

جناب محمد ولی رازی صاحب

## پہلی پیشگوئی:

مرزا صاحب نے اپنی موت کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ: ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ منورہ میں۔'' (تذکرہ، ص:۵۹۱ طبع سوم)

حالانکہ مرزا صاحب کی موت لاہور میں قے اور اسہال کی حالت میں ہوئی۔

(سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص:۱۱)

مرزا صاحب کو تو مکہ اور مدینہ دیکھنے کی سعادت بھی نصیب نہیں ہوئی۔

(سیرۃ المہدی، حصہ سوم، ص:۱۱۹)

## دوسری پیشگوئی:

پیر منظور احمد، مرزا صاحب کا بڑا خاص مرید تھا۔ مرزا کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے۔ مرزا صاحب نے (از خود) ایک پیشگوئی کردی کہ اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کے لئے ایک نشان ہوگا، خود ان کے الفاظ میں یہ پیشگوئی پڑھئے:

''پہلے یہ وحی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ نمونہ قیامت ہوگا۔ بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور احمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کے لئے ایک نشان ہوگا۔ اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ص:۱۰۳، ج:۲۲)

مگر اللہ جل شانہ قرآن کریم میں تحریف اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ زیادہ دیر چلنے نہیں دیتے۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی تو مرزا قادیانی نے کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے، لیکن اتفاق سے وہ عورت ہی مرگئی.... نہ اس عورت کا لڑکا پیدا ہوا اور نہ وہ زلزلہ آیا۔ اس میں تین پیشگوئیاں جھوٹی ثابت

محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہی اور مرزا کے بدترین جھوٹ کی علامت کی گواہی دیتی رہی۔ لاہور میں اسلام کی حالت میں وفات پائی

ہوئیں۔ ایک لڑکا پیدا ہونے کی اور دوسری اگلے حمل سے لڑکا ہونے کی اور تیسری زلزلہ آنے کی۔

## تیسری پیشگوئی:

تین سال میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ریل گاڑی چل جائے گی۔ عبارت یہ ہے:

''یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہوجائے گی، کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہوکر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ آئے گی....

چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہورہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کا تیار ہوجائے۔''

(تحفہ گولڑویہ،۱۰۳، روحانی خزائن، ص:۱۹۵، ج:۱۷)

واضح رہے کہ یہ کتاب ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ پیشگوئی کے مطابق یہ ریل ۱۹۰۵ء تک چل جانی چاہئے تھی۔ وہ تو کیا چلتی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ تک چلتی تھی وہ بھی بند ہوگئی۔ ممکن ہے اب جو ریل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ تک چلائی گئی ہے۔ اس کو بھی مرزا کے اندھے مقلد تاویل کرکے مرزا کی پیشگوئی کا نتیجہ قرار دیں۔

مرزا کی جھوٹی پیشگوئیوں کی تعداد اتنی ہے کہ اگر صرف ان ہی کو جمع کیا جائے تو اچھی خاصی کتاب تیار ہوجائے۔ اس تحریر کو لکھتے وقت راقم اپنے اس تعجب کو دبانے میں سخت وقت محسوس کرتا رہا کہ ایسے کھلے کھلے جھوٹے دعووں کو دیکھنے کے باوجود ادنیٰ سی عقل رکھنے والے لوگ کیسے اس شخص کو نبی مان سکتے ہیں، لیکن حق تعالیٰ شانہ کی عادت ہے کہ وہ جس کو ہدایت سے محروم کرنا چاہتا ہے تو نہ لوگوں کا علم کام آتا ہے اور نہ عقل۔ قرآن کریم کی ایک صفت جہاں انسانوں کو ہدایت دینا ہے، وہیں اس کی ایک صفت ''یضل'' گمراہی میں ڈالنا بھی ہے۔

''یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً۔''

یعنی اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعے بہت سے لوگوں کی گمراہی کو پختہ کردیتا ہے اور اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

اے مسلمانو! آنکھیں کھولو، یہ دین و ایمان کا معاملہ ہے جو لوگ اس جھوٹی نبوت کے فریب میں آگئے ہیں وہ ان واقعات کو تعصب سے پاک ہوکر دیکھیں اور توبہ کرکے ابدی آگ سے بچالیں اور جو لوگ قادیانیوں کے مبلغین کی باتیں سنتے ہیں وہ سخت

خطرے میں ہیں، اپنے آپ کو ان سے دور رکھیں، کیونکہ یہ لوگ جہنم کی دعوت دیتے ہیں۔ خدارا! عبرت پکڑو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ ایمان جیسی دولت ابھی تک ایمان کے ڈاکوؤں سے محفوظ ہے، اس کی حفاظت کرکے قبر تک لے جاؤ۔

میں اس تحریر کو طوالت سے بچا کر بہت مختصر کرنا چاہتا ہوں، لیکن مرزا صاحب کے فریب اور جھوٹ کے ایسے ایسے پہلو سامنے آتے ہیں کہ دل نہیں مانتا کہ ان سے اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں تک پہنچائے بغیر گزر جاؤں۔

## چوتھی پیشگوئی:

اس پیشگوئی میں درحقیقت کئی پیشگوئیاں کی گئی ہیں جو سب جھوٹ ثابت ہوئیں، ملاحظہ کیجئے:

(الف) مرزا صاحب نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کے بارے میں اپنے الہامات کے مطابق فرمایا تھا کہ یہ لڑکا مصلح موعود، عمر پانے والا: ''کان اللہ نزل من السماء'' (گویا خدا آسمان سے اُتر آیا، معاذ اللہ!) ہوگا۔ وہ نابالغی کی حالت ہی میں مرگیا۔ اس کی وفات پر چاروں طرف سے مرزا صاحب پر ملامتوں کی بوچھاڑ اور اعتراضات کی بارش ہوئی تو انہوں نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کردیئے۔ انہوں نے ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو اپنا نیا الہام سنایا: ''میں تمہیں ایک حلیم لڑکے کی بشارت دیتا ہوں۔'' اس کے ایک ماہ بعد الہام سنایا:

''آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے، یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا، ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں کہ وہ منزل منزل مبارک (وہ مبارک احمد کی شبیہ) ہوگا۔''

(البشریٰ، ج:۲، ص:۱۳۶)

پھر کچھ دن بعد الہام سنایا کہ: ''تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔''

(حوالہ بالا)

ان الہامات کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کے بعد مرزا کے گھر کوئی لڑکا پیدا ہی نہیں ہوا اور وہ اپنے ان جھوٹے الہامات کے ساتھ قبر میں چلے گئے۔

## محمدی بیگم کا نکاح:

اسی پیشگوئی یا الہام کا ایک واقعہ بہت مشہور بھی ہے اور مرزا صاحب کی اخلاقی گراوٹ کا ثبوت بھی۔ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے عزیز مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی۔ مرزا صاحب نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا، اس لڑکی کے والد کو ایک مرتبہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلے میں مرزا صاحب کے دستخط کی ضرورت پڑی۔ مرزا نے اپنی مطلب برآوری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا، کچھ دن بعد وہ مرزا کے دستخط کرنے کی بات کرنے آئے تو مرزا نے جواب دیا: ''اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو خیریت اسی میں ہے۔'' اس دھمکی کے الفاظ یہ ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے پیغام دے اور کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے، جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے، بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو... اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو! مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج:۵، ص:۵۷۳، از آئینہ قادیانیت، ص:۲۲۸)

**قادیانیوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ نبی کی پیشگوئی اللہ کا وعدہ ہوتا ہے اور اس کا وعدہ نبی پورے یقین سے کرتا ہے اور وہ وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے**

اس پیشگوئی یا دھمکی کو وحی کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ اس وحی کا کیا نتیجہ نکلا؟ اس کو دیکھنے سے پہلے اس پیشگوئی کا اگلا حصہ بھی پڑھ لیجئے:

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیشگوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے، اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصے تک بلکہ اس سے قریب فوت ہوجائے گا، اور وہ جو (اس لڑکی سے) نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے ڈھائی برس کے عرصے میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، تبلیغ رسالت، ص:۶۱، ج:۱، مندرجہ مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۲)

اس معاملے کو سمجھنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کو پچھلی عبارت میں جو دھمکی دی گئی تھی کہ: ''اگر کسی اور شخص سے اس کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔''

اس دھمکی کے باوجود مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ مرزا نے خطوط لکھ کر، اشتہار شائع کروا کر حتی کہ منت سماجت کر کے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس کی آرزو پوری ہو جائے، مگر اس کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے ہو گیا اور مرنے تک محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آئی، اس پیشگوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے کہا:

''میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس کے باپ (مرزا احمد بیگ) کا زندہ رہنا، پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔ چہارم اس کے خاوند کا ڈھائی سال کے عرصے تک مر جانا۔ پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔ ششم پھر آخر بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود مخالفت کے اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج:۵، ص:۳۲۵)

اب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی ان تمام پیشگوئیوں کا کیا حشر ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ ان میں سے کوئی پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔

۱:... محمدی بیگم کا شوہر ڈھائی سال میں تو کیا مرتا، مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں مرا۔

۲:... محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہی اور مرزا کے بدترین جھوٹ کی علامت کی گواہی دیتی رہی۔ لاہور میں اسلام کی حالت میں وفات پائی۔

یہ واقعہ مرزا کے جھوٹے دعویٰ نبوت کا کھلا ثبوت تھا۔ جب ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہیضے کے مرض میں انتقال ہو گیا اور محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہو سکا تو اب قادیانیوں کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اس کی کیا تاویل کریں؟ اعتراضات کرنے والوں کو یہ جواب دیا کہ ان کا نکاح جنت میں ہوگا۔

۳:... حالانکہ اوپر ان کی پیشگوئی میں صاف لکھا ہے کہ اس دنیا میں ان کا نکاح اس سے ہوگا۔ اعتراض کرنے والے اندھے اور بہرے تو نہیں ہوتے، ان کو مطمئن کرنے کے لئے مرزا نے کہا تھا کہ اس کے منکر جہنم میں جائیں گے، تو کیا مرزا بارات لے کر جہنم میں جاتے؟ پھر آخر میں مجبور ہو کر کہا کہ یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔ قادیانیوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ نبی کی پیشگوئی اللہ کا وعدہ ہوتا ہے اور اس کا وعدہ نبی پورے یقین سے کرتا ہے اور وہ وعدہ ضرور پورا ہوتا ہے۔

ہٹ دھرمی کی کوئی حد بھی ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## پانچویں پیشگوئی:

نبوت کی پانچ علامتوں سے ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو معجزات دے کر بھیجتا ہے۔ مرزا کا دعویٰ ہے:

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے، اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(روحانی خزائن، ج:۲۲، ص:۵۰۳)

اس کے علاوہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۵۲ میں معجزات کی تعداد دس لاکھ شمار کی ہے۔ (تحفہ حقیقت الوحی، ص:۶۸، ختم نبوت از حوالہ مذکور، ص:۴۹۱)

## حاصلِ کلام:

یہاں تک جتنی گفتگو ہوئی وہ ایسے دلائل پر تھی جو بالکل ظاہر اور سامنے نظر آنے والے ہیں، یعنی دلائل جس سے مرزا صاحب کی ظاہری شخصیت کا اظہار ہوتا ہے اور قارئین نے دیکھا کہ ہم نے اپنی ایمانی غیرت اور حمیت کے تقاضوں مثلاً اشتعال انگیزی اور بدزبانی کا جواب بدزبانی سے نہیں دیا، جو کچھ کہا گیا وہ سب انہی کی تحریروں کے حوالے دے کر کہا گیا ہے۔ اس حصے میں ہم نے علمی اور منقول دلائل پیش نہیں کئے۔ یہ حصہ ان عام مسلمانوں کی خیرخواہی کے لئے ہے جو دانستہ یا نادانستہ اس شیطانی جال میں پھنس کر اپنے ایمان کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور ان مسلمانوں کو اس خطرے سے باخبر کرتا ہے جو ان کے پُرفریب شبہات اور تاویلوں سے متاثر ہوتے ہیں اور آخر میں عاجز حلفیہ بیان کرتا ہے کہ اس تحریر سے صرف اور صرف مسلمانوں کی خیرخواہی مقصود ہے۔

راقم عرض کرتا ہے کہ ختم نبوت پر اکابر علماء کے نہایت مفید اور کثیر کاموں کی موجودگی میں یہ عاجز اس موضوع پر لکھنے کی جسارت ہرگز نہ کرتا، لیکن حق تعالیٰ شانہ نے غیب سے ایک روحانی ذریعے سے یہ حکم دیا کہ: ''میں فتنۂ قادیانیت پر کچھ لکھوں۔'' یہ میرے لئے صدقہ جاریہ اور ان شاء اللہ! خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا سبب ہوگا۔ اس لئے اپنے ضعف علمی و جسمانی کے باوجود یہ تحریر لکھ رہا ہوں اور اس میں بھی سب کچھ اپنے اکابر ہی کی تحریروں سے ضروری حصے لئے گئے ہیں۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ ان دس لاکھ معجزوں میں سے ایک دو معجزے بھی ایسے بتا دیں جن سے مرزا کی نبوت ثابت تو کیا ہوتی، اس کی طرف اشارہ بھی ہو۔ ہمارا چیلنج ہے کہ وہ ایسا بھی نہ کر سکیں گے۔

(ختم نبوت... حقائق کے آئینے میں)

# دعوۃ اکیڈمی کا پروفیسر مسلمان طلبا کو ''ٹریننگ'' کیلئے قادیانی مرکز لے گیا

**چناب نگر کی لائبریری اور قادیانیوں کے قبرستان کا دورہ کرایا گیا۔ قادیانی جماعت کی جانب سے مرتد ہونے کی دعوت دی گئی۔ طلبا کی شکایت پر مجلس تحفظ ختم نبوت کا اظہار تشویش۔ اکیڈمی کے ڈائریکٹر کو خط ارسال کردیا: رپورٹ۔ دورہ طلبا تربیت کا حصہ ہے، طلبا کو مندروں اور چرچ میں بھی لے جایا جاتا ہے: پروفیسر مصباح الرحمٰن کی منطق**

سیف اللہ خالد

دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے ائمہ کورس کے انچارج پروفیسر مصباح الرحمٰن مسلمان طلبا کو ''ٹریننگ'' دینے کے لئے قادیانی جماعت کے مرکز چناب نگر لے گئے۔ اس دوران طلبا کو مرکز کی لائبریری کے علاوہ قادیانیوں کے قبرستان کا بھی دورہ کرایا گیا۔ طلبا کے بقول چناب نگر میں قیام کے دوران قادیانی قیادت نے انہیں مرزائیت اختیار کرنے کی دعوت دی تھی۔ ''امت'' کو دستیاب اطلاعات کے مطابق جون میں ائمہ کورس کے طلبا کو پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی کی قیادت میں چناب نگر لے جایا گیا۔ اس حوالے سے انہیں پہلے تھوڑی دیر کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں بٹھایا گیا، جہاں سے طلبا کو سیدھا قادیانیوں کے قبرستان پہنچادیا گیا۔ اس کے بعد انہیں قادیانی مرکز کے دارالضیافہ لے جایا گیا، جہاں چائے پینے کے بعد طلبا کو چناب نگر مرکز کی لائبریری کا دورہ کرایا گیا۔ لائبریری میں قادیانی مبلغ نے طلبا سے خطاب کرتے ہوئے اپنے گمراہ کن عقائد کا پرچار بھی کیا تھا۔ طلبا نے تقریر کے بعد سوال اٹھائے تو انہیں کہا گیا کہ اپنے تمام سوالات لکھ کر حوالے کردیں۔ بعدازاں تحریری سوالات پر پریشان ہوکر قادیانی مبلغ نے جواب نہیں دیئے اور ''تربیتی مجلس'' ختم کردی گئی۔ دورے پر لے جائے گئے ایک طالب علم کا کہنا ہے کہ مصباح الرحمٰن یوسفی نے طلبا کو کہا تھا کہ قادیانیوں کے ''اخلاق'' کا مشاہدہ کریں، جس سے طلبا دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے اور ایک گروہ قادیانیوں کے حوالے سے تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام کے رویہ پر تنقید کرنے لگا۔ دوسری جانب دعوۃ اکیڈمی کے طلبا کی شکایت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شدید احتجاج کرتے ہوئے 'ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی' کے ڈاکٹر درویش کو خط لکھا ہے کہ وہ اس بات پر سخت ایکشن لیں۔ اس کے ساتھ ہی تمام دینی جماعتوں کی قیادت کو بھی متوجہ کیا ہے کہ وہ اس طرح کی سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔ یہ بات سامنے آنے پر دینی حلقوں میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ ''امت'' کو دستیاب معلومات کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر جنرل اور دینی قیادت کو لکھے خط میں کہا ہے کہ دعوۃ اکیڈمی کے ائمہ کورس کے طلبا کو چناب نگر کا دورہ کرایا گیا ہے، جس کے سبب ان کے اذہان و قلوب میں تشکیک پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ عمل طلبا کے ذہنوں میں قادیانیت کے لئے نرم گوشہ پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ خط میں مزید لکھا گیا ہے کہ اس پروگرام کے انچارج پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی سے اس سلسلہ میں جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے ملاقات کی تو انہوں نے تسلیم کیا کہ قادیانی اسٹاف انہیں قادیانی سمجھتا ہے، جبکہ چناب نگر کے ایک ذمہ دار نے بھی انہیں قادیانیت قبول کرنے کی مبارکباد دی تھی جس کی انہوں نے تردید کردی تھی۔ بتایا جاتا ہے کہ طلبا کی شکایت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالوحید قاسمی، مولانا محمد طیب اور مولانا خلیق الرحمٰن چشتی پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا، جس نے پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی سے ملاقات کی۔ وفد میں شریک مولانا طیب نے ''امت'' کو بتایا کہ ملاقات کے دوران مصباح الرحمٰن یوسفی نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ قادیانیت سے متعلق ''غلط فہمیاں'' دور کرنے اور ان کی ''اخلاقیات'' کا مشاہدہ کرانے کے لئے طلبا کو چناب نگر لے گئے تھے۔ مولانا طیب کے مطابق ملاقات کے دوران پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام کے طریقہ کار پر تنقید کی، جس کے سبب یہ گفتگو خوشگوار انداز میں ختم نہیں ہوسکی، اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے دعوۃ اکیڈمی کے ڈائریکٹر کو خط لکھا۔ خط میں مولانا اللہ وسایا نے لکھا ہے کہ:

''قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے باوجود انچارج ائمہ کورس، طلبا کو چناب نگر لے کر گئے۔ وہاں قادیانی مبلغ نے طلبا کو قادیانیت کی تبلیغ کی۔ وہاں انہوں نے اچھا خاصا وقت گزارا، جبکہ ۱۵ منٹ کے لئے مدرسہ ختم نبوت میں بھی چہرہ نمائی کی اور واپس آکر مصباح الرحمٰن یوسفی نے ائمہ کورس کے طلبا کی ذہن سازی کی کہ قادیانی کس قدر ''بااخلاق اور پردہ کے پابند ہیں۔''

خط میں مزید لکھا ہے کہ: یکم جولائی کو عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت کے وفد نے مصباح الرحمٰن یوسفی سے ملاقات کی تو انہوں نے اس ملاقات میں بھی قادیانیوں کی تعریف کے پُل باندھے اور ان کے ''اخلاق'' کا چرچا کرتے رہے، جبکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر بے جا ''تعصب'' کا الزام لگاتے رہے۔ خط کے مطابق مصباح الرحمٰن یوسفی نے علماء کے وفد کو بتایا کہ ایک قادیانی رشید احمد نے انہیں قبول قادیانیت کی دعوت دی تھی اور ''جامعہ احمدیہ'' کے پرنسپل نے کہا کہ وہ ان کو قادیانیت قبول کرنے پر مبارکباد دیتے ہیں، جس پر پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی نے کہا کہ یہ غلط ہے، انہوں نے قادیانیت قبول نہیں کی ہے۔ خط میں مولانا اللہ وسایا نے واضح کیا ہے کہ اگر اس طرز عمل کا سدباب نہ ہوا تو اس کے خلاف تمام آئینی راستے استعمال کریں گے۔

اس صورت حال کے تناظر میں ''امت'' نے مصباح الرحمٰن یوسفی سے فون پر بات کی تو انہوں نے دورے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ:

''یہ یونیورسٹی کے ٹریننگ پروگرام کا حصہ ہے۔ ہم طلبا کو تقابل ادیان اور اسلام سے منحرف تحریکوں کے مضمون پڑھاتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہیں تمام مذاہب کے مراکز میں لے جایا جاتا ہے۔ ہم چرچ بھی جاتے ہیں، مندر بھی جاتے ہیں تاکہ طلبا ان کے عقائد کے پرچار کا اسلوب سمجھیں اور اس کے مطابق اس کا رد کریں۔ اسی پروگرام کے تحت چناب نگر کا بھی دورہ ہوتا ہے، وہاں ہم پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر جاتے ہیں، اس کے بعد قادیانیوں کے ہاں جاتے ہیں اور ان کی بات سنتے ہیں۔ ہم طلبا کو دکھاتے ہیں کہ قادیانی کس طرح کام کرتے ہیں، ان کا لب ولہجہ کیا ہے۔ آخر میں میرا لیکچر ہوتا ہے، جس میں طلبا کو بتایا جاتا ہے کہ قادیانیوں سے اصل اختلاف ختم نبوت کا ہے، یہ اس کے منکر ہیں، اس لئے کافر ہیں۔''

اس سوال پر کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد سے ان کی کیا بات ہوئی؟ پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی کا کہنا تھا کہ: ''میں نے انہیں کہا کہ میں آپ لوگوں سے زیادہ غیرت مند مسلمان ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کو کسی بھی رنگ اور حال میں کافر اور زندیق سمجھتا ہوں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی رنگ، کسی بھی اشارہ کنایہ میں کوئی خود کو نبی کہے، اسے بھی کافر و زندیق سمجھتا ہوں اور یہی کچھ طلبا کو پڑھاتا ہوں۔ چناب نگر کے دورے کا مقصد طلبا کو اس کام کے لئے تیار کرنا ہے کہ وہ قادیانیت کے پرچار کے اسلوب کو سمجھیں اور اس کا رد اسی انداز میں کریں۔'' انہوں نے کہا کہ:

''میں قادیانیوں کے لئے اتنا پسندیدہ ہوتا تو جامعہ احمدیہ کے پرنسپل مجھ پر وہاں داخلے پر پابندی کیوں لگاتے؟'' اس سوال پر کہ آپ نے تو خود کہا ہے کہ پرنسپل نے آپ کو مبارکباد دی کہ آپ نے قادیانیت قبول کرلی ہے؟ پروفیسر مصباح الرحمٰن یوسفی نے جواب دیا کہ: ''یہ غلط بات ہے، ایسا آپ کو کس نے کہا؟ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ میں نے سعودیہ سے پڑھا ہے اور ۳۰ برس سے یہاں پڑھا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں ختم نبوت کے عقیدے کی نزاکتیں کیا ہیں، میرا مقصد تو صرف اتنا ہے کہ ہمارے علماء اس اسلوب کو سمجھ کر اس کا رد کریں جو قادیانی اختیار کررہے ہیں اور ویسے بھی یہ میرا فیصلہ نہیں تھا۔ یہ دعوۃ اکیڈمی کا منظور شدہ معمول ہے۔''

(روزنامہ امت کراچی ۵؍جولائی ۲۰۱۵ء)

## کیجئے محمد ﷺ کی شفقتوں کا اندازہ

کیجئے محمد ﷺ کی شفقتوں کا اندازہ — ان کا ہم غلاموں سے چاہتوں کا اندازہ
ذکر بخشش امت ہورہا ہے خلوت میں — کیجئے تو آقا ﷺ کی رحمتوں کا اندازہ
سنت شہِ دیں سے قلب ہو اگر روشن — ہوگا عہد حاضر کی ظلمتوں کا اندازہ
ان کے حسن کو دیکھو عشق کی نگاہوں سے — ورنہ ہو نہ پائے گا رفعتوں کا اندازہ
میہماں محمد ﷺ ہیں میزبان ہے اللہ — کیجئے تو آقا ﷺ کی عظمتوں کا اندازہ
مسجدوں کی حرمت بھی ہم نہ رکھ سکے محفوظ — ہوگیا ہمیں اپنی غفلتوں کا اندازہ
پڑھ کے سورۂ رحمٰن کرتا کیوں نہیں انساں — اپنے رب اکبر کی نعمتوں کا اندازہ
ہیں غلام خدمت میں بعد مرگ بھی دونوں — کرلیں بے ادب ان کی قربتوں کا اندازہ

اے رفیق دنیا مین کوئی کر نہیں سکتا
سیرت محمد ﷺ کی وسعتوں کا اندازہ

ڈاکٹر رفیق احمد بلگرامی

# دعوۃ اکیڈمی کی قادیانیت نوازی
## اور چند ضروری گزارشات!

عبدالقدوس محمدی

دعوۃ اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد کے ایک کورس کے شرکاء کو چناب نگر کا دورہ کروایا گیا۔اس دورے کے حوالے سے ان دنوں خوب گرما گرم بحث مباحثہ جاری ہے۔اس بحث مباحثہ کے حوالے سے چند اصولی باتیں پیش خدمت ہیں۔

دعوۃ اکیڈمی فیصل مسجد اسلام آباد میں واقع ہے اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کا ذیلی ادارہ ہے۔اس ادارے کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر یوسف الدرویش ہیں جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے بھی صدر ہیں۔دعوۃ اکیڈمی بلاشبہ وطن عزیز کا ایک موقر ترین ادارہ ہے،جس نے ائمہ وخطباء کی تربیت اور مختلف کورسز کے اہتمام، لٹریچر کی تیاری، ورکشاپس اور سیمینارز کے انعقاد سمیت دیگر گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں،لیکن کچھ عرصے سے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ذیلی اداروں میں پے درپے عجیب وغریب واقعات رونما ہورہے ہیں۔فیصل مسجد میں اسرائیلی ثقافت کا پرچار کرنے والے اسٹال کا قصہ ابھی بہت پرانا نہیں ہوا کہ قادیانیت نوازی کا یہ نیا سوانگ رچایا گیا۔اس کے علاوہ بھی کئی واقعات ہیں جو روشن خیالی کے نام پر اس ادارے میں اوپر تلے وقوع پذیر ہورہے ہیں۔واقفان حال بتاتے ہیں کہ جب سے سعودی عرب سے ڈاکٹر یوسف الدرویش تشریف لائے تو ان کے بارے میں یہ توقع کی جارہی تھی کہ ان کی سربراہی میں یونیورسٹی کا ماحول بہتر ہوگا،تعلیمی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں تیزی آئے گی اور یونیورسٹی کا امیج اچھا ہوگا،لیکن بدقسمتی سے ڈاکٹر یوسف کے گرد کچھ ایسے لوگوں نے گھیرا ڈال لیا جو ان کے کان میں مسلسل عجیب و غریب منتر پھونک کر یونیورسٹی کا حلیہ بگاڑنے میں مصروف عمل ہیں۔یہی وہ گمراہ کن لابی ہے جس نے کچھ عرصہ قبل بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے صدر جناب یوسف الدرویش اور ریکٹر جناب ڈاکٹر معصوم یٰسین زئی کے درمیان خطرناک قسم کے اختلافات کی خلیج حائل کروائی اور حالات اس قدر خراب ہوئے کہ صدر پاکستان جناب ممنون حسین کو مداخلت کرنا پڑی اور ایوان صدر میں ان دونوں شخصیات کے درمیان ظاہری افہام وتفہیم کروائی گئی۔

اس کے علاوہ بھی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے حوالے سے بہت سی کہانیاں گردش کررہی ہیں،جنہیں کسی اگلے موقع پر اٹھا رکھتے ہیں۔اس تحریر میں ان سب کہانیوں کی گنجائش نہیں تاہم یہاں یہ بات واضح کرنا بہت ضروری ہے کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ایک ایسا ادارہ ہے جسے بلاشبہ پاکستان کے ماتھے کا جھومر اور پاکستان کے لیے ایک اثاثہ قرار دیا جاسکتا ہے۔اس کے صدر ذی وقار صاحب علم اور خوش اخلاق انسان ہیں لیکن پردیسی ہونے کے باعث وہ اپنے گرد جمع ہونے والی خوشامد کرنے والی لابی پر انحصار اور اعتماد کرنے پر مجبور ہیں جس کی وجہ سے مسائل پیدا ہورہے ہیں جبکہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر ڈاکٹر معصوم یٰسین زئی سے لے کر ڈی جی جناب گلزار خواجہ تک اور قدیم اساتذہ کی بڑی تعداد بلاشبہ بہت ہی مخلص،درددل رکھنے والے اہل علم پر مشتمل ہے لیکن کسی خطرناک سازش کے تحت بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کو مسلسل ایسی دلدل میں دھکیلنے کی کوشش کی جارہی جس کی وجہ سے یونیورسٹی اور اس کے متعلقہ اداروں کا امیج بھی خراب ہوا اور وہ بلاوجہ متنازعہ بن کر اپنا مقام کھو بیٹھیں،اس لیے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور اس کے متعلقہ اداروں کے ذمہ داران کو چاہئے کہ وہ بروقت اس صورتحال کا نوٹس لیں اور اس اہم ترین ادارے کو تباہ کرنے کی سازشوں کو ناکام بنانے کی ہرممکن کوشش کریں۔

دعوۃ اکیڈمی کے کورس کے شرکاء کے دورہ چناب نگر کے حوالے سے جو دوسری بات عرض کرنی ہے وہ ہمارے دوست اور تحریک ختم نبوت کی فعال شخصیت جناب سہیل باوا صاحب نے بہت ہی خوبصورت انداز میں فرمادی ہے،اس لیے انہی کے الفاظ پیش خدمت ہیں: ''گزشتہ دنوں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ذیلی ادارے دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے طلبا کے وفد نے چناب نگر میں قادیانیوں کے مرکز کا دورہ کیا،اس دورے نے مختلف مباحثوں کو

### دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی حلقہ دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کے سرگرم کارکن اور ہمارے نہایت مخلص ساتھی بھائی طارق سمیع صاحب کی بیٹی، بھتیجی اور بھابھی ایک افسوسناک حادثہ میں شدید جھلس گئی ہیں، بہت تشویش ناک حالت ہے، ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔تمام قارئین خصوصاً اہل قلوب سے درخواست ہے کہ ان معصوم بچیوں اور ان کی والدہ کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

جنم دیا، ایک طبقے نے طلبا کے دورے پر زبردست تنقید کی جبکہ بعض حلقوں کی جانب سے کہا گیا کہ سماجی روابط کی بحالی ایک خوش آئند اقدام ہے، اس سے قادیانیوں کی نئی نسل سے مکالے کا موقع ملے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں مکتبہ فکر مبالغے اور مغالطے کا شکار ہیں، سماجی رابطوں کی بحالی ہونا چاہئے مگر یہ رابطے نوخیز طلبا کے ذریعے نہیں بلکہ ان علماء کے تحت ہونے چاہیں، جو ماضی میں احمدیوں کے مکروفریب سے آگاہ رہے ہیں، اگر سماجی رابطے کی یہ روایت فروغ پا گئی اور عوامی سطح پر اس سلسلے کو مقبولیت ملی تو اس بات کا گمان ہے کہ قادیانی پھر سے اپنی سازشیں شروع کردیں گے، وہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اسی موقع کے انتظار میں ہیں کہ سماجی رابطوں کے نام پر ان کو تبلیغ کی اجازت ملے۔ اگر قادیانی مکالمہ چاہتے ہیں تو ہم مکالمے کے لیے تیار ہیں، اگر قادیانی مباحثہ چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں مگر ہم اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتے کہ مکالمے کے نام پر نوخیز ذہنوں کو ورغلایا جائے، مکالمہ ان سے کیا جاتا ہے جو موضوع پر مکمل دسترس رکھتے ہوں، عوامی سطح پر سماجی رابطے محض گمراہی کو فروغ دیں گے۔"

تیسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ رد قادیانیت اور قادیانیت کے تعاقب کا جو عمل اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے بہت کامیابی سے جاری ہے اور یقیناً تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں کی اس حوالے سے گرانقدر خدمات ہیں، لیکن بہرحال اس ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قادیانیوں کا وہ نوخیز اور تعلیم یافتہ طبقہ جسے ہمیشہ تصویر کا ایک رخ دکھایا گیا، جس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر انہیں مسلسل ایک خاص فکر دی گئی اور انہیں آزادانہ ماحول میں سوچنے، سمجھنے، بات کرنے اور تبادلۂ خیال کا موقع ہی مہیا نہیں کیا گیا تحفظ ختم نبوت محاذ پر کام کرنے والے علماء کرام اور مبلغین قادیانی مربیوں سے مباحثے اور مناظرے نہیں بلکہ قادیانی نوجوانوں سے مکالمے اور تبادلۂ خیال کی روایت از خود شروع فرمادیں اور اس محاذ کو بھی نہ صرف یہ کہ وہ خود اون کریں بلکہ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ تحفظ ختم نبوت محاذ کی کوئی قدآور شخصیت یا نامی گرامی ہستی یہ کام کرے مولانا زاہد الراشدی جیسے خوش مزاج بزرگ جو بچوں کے ساتھ بچے اور جوانوں کے ساتھ جوان ہوتے ہیں ان کی خدمات حاصل کی جائیں یا ایسے نوجوانوں کو مطالعہ اور تیاری کروائی جائے جو بھٹکے ہوئے قادیانی نوجوانوں کے ساتھ انہی کی زبان، انہی کے محاورے اور بے تکلفی کے ماحول میں مکالمہ کرسکیں۔ مولانا سہیل باوا کے حلقہ احباب میں ایسے بہت سے ہیرے موجود ہیں، برادرم قاضی احسان احمد نے کراچی میں کئی جوان تیار کر رکھے ہیں، گرامی قدر جناب حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کے اردگرد ایسی ایک کھیپ موجود ہے، برادر گرامی جناب طاہر عبدالرزاق کے خط وکتابت کورسز کرنے والے لڑکوں اور لڑکیوں سے بہت سا کام لیا جاسکتا ہے، حضرت مولانا محمد حسن صاحب کی سربراہی میں سرگرم عمل پاسبان ختم نبوت لاہور کے نوجوانوں کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اگر کسی بھی مستند اور موقر فورم سے اس کارخیر کا آغاز ہوجاتا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! بہت سے قادیانی دھڑا دھڑ دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے اور آنے والے چند برسوں میں اس کے بہت واضح اثرات اور نتائج محسوس کیے جاسکیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

(روزنامہ اسلام کراچی، ۸/جولائی ۲۰۱۵)

## قادیانی جماعت' قادیانی قیادت کی نظر میں

### غیرمہذب اور غیرشائستہ جماعت:

"بعض دفعہ (میری) بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے' پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں...... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہوجاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے...... تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے' پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں' حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے' چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آکر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا؟ (ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مہذب اور غیر شائستہ ہی سمجھیں گے۔ مرتب)" (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج:۲۱، نمبر۱۴۹، ص:۵تا۷ مورخہ ۱۲/جون ۱۹۳۴ء)

### نفس پرور جماعت:

"پس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں' قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک (قادیانی) شخص کی لڑکی فوت ہوگئی۔ وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازہ کے ساتھ نہ جاسکا۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج:۸، نمبر۱۰، ص:۸، مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۲۰ء)

# تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۳۷

مسعود ساحر

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں اٹارنی جنرل محترم یحییٰ بختیار نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ جناب والا! یہ ہے وہ کچھ جو مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے، جب میں نے مرزا ناصر سے سوال کیا کہ وہ اس تحریر سے کس طرح درگزر کر سکتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ یہ تحریر اس حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نہیں، جس کا قرآن میں ذکر ہے، بلکہ یہ تحریر اس یسوع مسیح کے بارے میں ہے جو اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ جب سب نے مرزا ناصر سے کہا کہ یہ دو الگ الگ ہستیاں نہیں، بلکہ ایک ہی ہستی ہے جو نبی ہے اور اس سے پوچھا کہ کیا یسوع مسیح کی دادیاں حضرت عیسیٰؑ سے مختلف تھیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی دادیوں اور نانیوں کا ذکر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مرزا ناصر نے اس سوال کا کوئی اور جواب نہیں دیا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی انجام آتھم حاشیہ ۵ روحانی خزائن، ص:۲۹۱، ج:۱۱ میں کہتا ہے کہ: ''آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے کچھ نہیں تھا۔'' روحانی خزائن ہی کے صفحہ ۲۸۲ پر لکھتا ہے: ''ہاں گالیاں دینے اور بدزبانی کی بکثرت عادت تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

قدرتی طور پر یہ بیانات صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ عیسائیوں کے لئے بھی تکلیف کا باعث ہیں۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے سچے پیغمبر تھے، انہیں (مسلمانوں کو) مرزا غلام احمد کی تنقید (یاوہ گوئی) بالکل ناپسند تھی۔ میں نے مرزا ناصر سے سوال کیا کہ یہ کہنا شاید آسان ہے کہ یسوع مسیح اور حضرت عیسیٰؑ دو مختلف ہستیاں تھیں۔ ایک کا ذکر بائبل میں ہے اور دوسری کا قرآن میں! لیکن آپ کے پاس اہل تشیع پر تنقید کا کیا جواز ہے کہ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ: ''مردہ حضرت علیؓ کو بھول جاؤ، یہاں تمہارے درمیان زندہ علی موجود ہے۔'' (ملفوظات، ص:۱۴۲، ج:۲) پھر حضرت امام حسینؓ کے متعلق وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ: ''توحید معطر ہے اور (نعوذ باللہ) ذکر امام حسینؓ گندگی کا ڈھیر۔'' (اعجاز احمدی، ص:۸۰، روحانی خزائن، ص:۱۹۴، ج:۱۹) مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس یہ کہنے کا کیا جواز ہے؟ مرزا ناصر نے جواباً کہا کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی کا مطلب شیعہ تصور کے علی اور شیعہ تصور کے حسینؓ سے تھا۔'' جناب والا! میں نہیں سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں میں جناب علیؓ اور حضرت حسینؓ کے تصور سے متعلق کوئی اختلاف ہے۔ سب مسلمان ان دو برگزیدہ ہستیوں کے لئے محبت اور احترام کے جذبات رکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے یہی خیالات ہیں، جن کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو چکا تھا۔ یہی جذبات تھے، جن کے باعث مرزا غلام احمد قادیانی پولیس کی حفاظت کے بغیر کسی جلسے کو خطاب نہ کر سکتا تھا۔

جناب والا! کسی دوسری بات سے پہلے مجھے ایک اور پہلو اجاگر کرنا ہے۔ ایوان کے سامنے میری معروضات کا مقصد یہ تھا کہ اپنے عقائد کے پرچار کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزوں کی امداد کی ضرورت تھی اور یہ امداد انگریزوں نے بھرپور طریقے سے مہیا کی۔ یہ تھے وہ حالات جن کے تحت بقول مرزا غلام احمد قادیانی ''ملاؤں'' اور مسلمانوں کے نزدیک علماء حق نے اس کی زندگی حرام کر دی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو لکھتا ہے: ''میں اس بات کا اقراری ہوں کہ جب بعض پادریوں اور عیسائی شہریوں کی تحریریں نہایت سخت ہو گئیں اور حد اعتدال سے بڑھ گئیں اور بالخصوص پرچہ ''نور افشاں'' میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں، تو مجھے ایسے اخبارات اور کتابیں پڑھنے سے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادہ مسلمانوں پر جو کہ جوش رکھنے والی قوم ہے، ان کلمات سے کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو، میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے یہی مناسب سمجھا کہ عام جوش کو دبانے کی حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریروں کا ایک صحیح اور نیک نیتی سے کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا کہ سریع الغضب انسانوں کا جوش فرو ہو جائے اور ملک میں بدامنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بالمقابل ایسی کتابوں سے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی، چند ایسی کتابیں لکھیں، جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی، کیونکہ میرے Conscience نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں، ان کے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا، سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا، یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اول درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔'' (انجام آتھم ص:۶۲/۳۶۳، روحانی خزائن، ج:۱۵، ص:۴۹۰/۴۹۱) میں نے مرزا ناصر سے سوال کیا کہ وہ (مرزا غلام

احمد قادیانی) عیسائیوں پر کیوں حملے کرتا تھا اور کیوں اسلام کے خلاف ان کے حملوں کا جواب دیا کرتا تھا؟ کیا اسلام سے محبت اور اسلام کے لئے جوش وخروش کی وجہ سے تھا یا اس کی کوئی اور وجوہات تھیں؟ میرا سوال مرزا ناصر کو ناگوار گزرا اور جواب دیا کہ: ’’نہیں یہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کا جہاد تھا۔ یہ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے باعث تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں پر حملے کئے‘‘ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے کہ وہ ایسا اسلام کے لئے نہیں، بلکہ انگریزوں کے مفاد میں کر رہا ہے اور اس مقصد کے تحت عیسائیوں پادریوں پر تنقید کر رہا تھا۔ اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے خط کے دوسرے حصے کو لیتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ ’’ان تمام تحریروں سے جن کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تحریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بہ دل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ کی اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہ اصول ہے، جو میرے مریدوں کی شرط بیعت میں داخل ہے، چنانچہ شرائط بیعت میں ہمیشہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ دفعہ چہارم میں ان باتوں کی تشریح ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات، ص:۳۶۵، ج:۳)

جناب والا! اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ یہ تقریر پچھلے سترہ برسوں کی تقریروں کی تائید کرتی ہے۔ مطلب یہ کہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ میں دل و جان سے برٹش گورنمنٹ کا وفادار ہوں، گورنمنٹ کی وفاداری اور لوگوں سے ہمدردی میری زندگی کا اصول ہے اور یہی اصول میرے مذہب کے مجوزہ فارم (بیعت نامہ) سے بھی پوری طرح مترشح ہوتا ہے، پھر جناب والا! ایک دوسری جگہ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ: ’’میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح موعود مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔‘‘

(کتاب البریہ، روحانی خزائن ص:۳۴۷، ج:۱۳)

جناب والا! وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہنا یہ چاہتا ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد بڑھنے سے جہاد پر ایمان رکھنے والوں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور مجھ (مرزا غلام احمد قادیانی) پر ایمان لانا گویا جہاد سے انکار کرنا ہے۔

جناب والا! وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) مزید کہتا ہے کہ: ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں، اشتہارات شائع کئے ہیں اور اگر وہ رسائل اور کتابیں جمع کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب ممالک، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں میں سلطنت کے سچے خیر خواہ ہوجائیں۔ مہدی خونی! مسیح خونی کی اصل روایتیں اور جوش دلانے والے مسائل احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہوجائیں۔‘‘ (تریاق القلوب، ص:۱۵) انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے تو مطلب یہ بنتا ہے کہ میری (مرزا غلام احمد قادیانی) زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ برٹش گورنمنٹ کی وفاداری کا پرچار کرتے گزرا ہے، جہاد کی مذمت اور گورنمنٹ کی وفاداری کا پرچار کرتے گزرا ہے، جہاد کی مذمت اور گورنمنٹ کی وفاداری میں اتنی کتابیں لکھی ہیں اور اس قدر اشتہارات چھپوائے ہیں کہ اگر ان کو یکجا کیا جائے تو پچاس الماریاں بھر جائیں گی۔

جناب والا! پیشتر از میں کہ میں دوسرا پیراگراف پڑھوں، آپ اس شخص کو ذہن میں رکھیں، جس نے یہ خوبصورت شعر کہا:

ابنک منم کہ حسب بشارت آمدم
عیسیٰ کجا ہست بہ نہد پا بمنبرم

اتنی بلندی سے وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس قدر ذلت کی گہرائی میں چلا جاتا ہے، کیا آپ کو کہیں بھی اس قسم کی گھٹیا خوشامد مل سکتی ہے؟ ایک نام نہاد نبی کا یہ کمینہ پن، کیا کوئی نبی ایسی فطرت کا مالک ہوسکتا ہے؟ میں کہوں گا کہ اس قسم کے خط لکھنے والے نبی کی نبوت کا انکار اگر کفر ہے تو پھر میں (یحییٰ بختیار) خود سب سے بڑا کافر ہوں۔

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اس خط کو دیکھیں اور اس خط کے لکھنے والے کو دیکھیں، کوئی انسان عام آدمی جسے اپنی عزت نفس کا ذرا بھر بھی احساس ہے، جس کا اللہ پر تھوڑا سا بھی یقین ہے، جن کو اپنے آپ پر تھوڑا سا بھی اعتماد ہے، کبھی اس قسم کی بات نہیں کرے گا۔ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہاں قائداعظم کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ (اسمبلی ہال میں قائداعظم کی تصویر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) ۳؍جون ۱۹۴۷ء کو کیا ہوا؟ آپ کو معلوم ہے، اس کا ذکر کیمبل جانسن کی کتاب میں موجود ہے۔ مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم نے اس بات کی رپورٹ کرنا تھی کہ انہیں ۳؍جون والا پلان قابل قبول ہے یا نہیں۔ کیمبل جانسن لکھتا ہے کہ وائسرائے مسٹر جناح کا سارا دن انتظار کرتا رہا ہے۔ مسٹر جناح آدھی رات سے صرف ایک منٹ پہلے وہاں پہنچے۔ وائسرائے نے پوچھا: ’’مسٹر جناح! آپ کا کیا جواب ہے؟‘‘ مسٹر جناح کا جواب تھا: ’’میں اس کو مانتا تو نہیں، مگر قبول کرتا ہوں۔‘‘ ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے؟ مسٹر جناح کا جواب سیدھا سادہ تھا: ’’میں اس پلان کو پسند نہیں کرتا، اس لئے میں اس کو نہیں مانتا مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، آپ نے میرا پنجاب تقسیم کردیا، آپ نے میرا بنگال تقسیم کردیا، تو پھر میں خوش کیسے ہوسکتا ہوں؟ میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ میں اسے قبول کرتا ہوں۔ میں صرف پارٹی کا سربراہ ہوں، مسلم لیگ کونسل کی طرف سے کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ معلوم نہیں کونسل منظور کرے گی یا نہیں، تاہم میں

انہیں منظور کرنے کا مشورہ دوں گا، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔“ لارڈ ماؤنٹ بیٹن بڑے غصہ میں تھا۔ اس نے کہا: ”میں نہیں مان سکتا، کل اس کا اعلان ہونا ہے، کانگریس اپنی کونسل یا کمیٹی کی طرف سے پلان منظور کرچکی ہے تو پھر آپ کیسے منظور نہیں کرسکتے؟“ مسٹر جناح نے جواب دیا: ”میری جماعت ایک سیاسی جماعت ہے، جس کی بنیاد سیاسی اصولوں پر قائم ہے، اپنے عوام کی منظوری حاصل کرنے کے لئے ان کے پاس جانا ہوگا۔“ اس پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا: ”تو پھر مسٹر جناح! اگر آپ مسلم لیگ کی طرف سے مجھے یقین دہانی نہیں کراسکتے تو آپ کو پاکستان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونا ہوں گے۔“ یہ (مسٹر جناح) ستر کا وہ بوڑھا آدمی تھا، جس نے زندگی دشت سیاست میں گزاری تھی، وہ مجوزہ ملک (پاکستان) کا سربراہ بننے والا تھا، وہ اس ملک کا مالک یا حاکم بننے والا تھا، اس کا اللہ پر بھروسہ اور ایمان تھا، اس نے کوئی کمزوری نہ دکھائی اور باوقار طریقے سے جواباً کہا: ”جو ہو سو ہو، کچھ بھی ہو۔“ اور کمرے سے باہر نکل گیا، یہ ایک ایسا شخص تھا، جس میں ایمان موجود تھا، جو اللہ پر یقین رکھتا تھا۔ وائسرائے کو اس کے پیچھے بھاگنا پڑا تا کہ اس سے واپس آنے کی درخواست کرے۔ وائسرائے نے کہا کہ: ”مسٹر جناح! مسلم لیگ کی طرف سے میں کل صبح یقین دہانی کرادوں گا کہ وہ پلان کو منظور کرلے گی، میں جانتا ہوں کہ وہ آپ کا مشورہ ضرور مان لے گی۔ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ آپ نے اسے منظور کرلیا ہے۔ مسٹر جناح نے کہا: ”ٹھیک ہے، ہاں میں کہہ دوں گا۔“ اور اس طرح پاکستان معرض وجود میں آیا۔ قائد اعظم پاکستان گنواسکتے تھے، وہ سوچ سکتے تھے کہ قوم کی طرف سے منظوری کا اظہار کردوں، لیکن ایسا نہیں کیا۔ ہمیں اس قائد اعظم کا موازنہ اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) سے نہیں کرنا چاہئے، جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، مگر اس قسم کے خط لکھ کر دنیاوی قوت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے رویئے کی وجہ سے مجھے مایوسی ہوئی۔ مجھے جذبات کی رو میں نہیں بہہ جانا چاہئے تھا۔ علامہ اقبالؒ نے کہا کہ:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

جناب والا! میں دوسرے پیراگراف کی طرف آتا ہوں، وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کہتا ہے کہ: ”سرکار دولت مدار کو ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کی متواتر تجربے سے وفاداری اور جاں نثاری ثابت ہوگئی ہے، اس خود ساختہ پودے کی نسبت نہایت نرم اور احتیاط اور تحقیق سے کام لے اور اپنے افسروں کو اشارہ فرمائیں کہ وہ بھی خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور خدمت کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (درخواست بحضور برٹش گورنمنٹ، کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن ص۳۵۰ ج۱۳)

(جاری ہے)


اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجونِ قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
زعفران، جائفل، ناگرموتھا، مغز بندق، آروخرما، جوہر آہن
مصطگی، جلوتری، پنج، مغز چلغوزہ، سنگھاڑا، کشتہ چاندی
مروارید، دار چینی، اکر، الائچی خورد، بیج کاکنج، تخم وزو خر
ورق طلاء، لونگ، مائیں، الائچی کلاں، بیج عشق پیچہ
ورق نقرہ، گوند کیکر، جڑ سوکھے، ترنجبین، بالچھڑ
مغز چلغوزہ، مغز بادام، رس کنولی، بہمن سفید، گوند کتیرہ
33 اجزاء

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، تخم خرفہ
آب کدو، آب لیموں، شہد خالص، بہمن سفید، عود ہندی
زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، بادرنجبویہ
ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی
صندل سفید، طباشیر، آملہ، جو ہر مرجان، مغز تربوز
گل گاؤزبان، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ
[illegible]
فیصل FOODS ستارہ لائیز، ڈی گراؤنڈ سپلائرز کالونی فیصل آباد

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

# عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

## تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

- ★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گروہ مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کرکے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کردیا ہے۔ جوکہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچادی ہے۔

## صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان

061- 4783486
0300-4304277